٤٫٧٤
۱۱۲۸

عظیم شخصیتیں

سید عبد الحسین لاری

مؤلف
سید علی رضا سید کباری

ترجمہ
سید مسعود اختر رضوی اعظمی

انصاریان پبلیکیشنز

پوسٹ بکس نمبر ۳۷۱۸۵ـ۱۸۷

قم جمہوری اسلامی ایران

ٹیلی فون نمبر ۷۴۱۷۴۴

مشخصات کتاب

نام کتاب : ــــــ سید عبد الحسین لاری

تالیف : ــــــ سید علی رضا سید کباری

ترجمہ : ــــــ سید مسعود اختر رضوی اعظمی

ناشر : ــــــ انصاریان پبلیکیشنز

سال طبع : ــــــ

تعداد : ــــــ ۲۰۰۰

پریس : ــــــ چھاپخانہ بہمن

خطاطی : ــــــ کوثر نقوی۔ بجنوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

ثقافت وتہذیب کی غارت گری وتباہی کے دو اسباب ہیں۔ ۱۔ اپنی ثقافت کی تحقیر ۲۔ غیروں کی ثقافت کی قصیدہ خوانی جب تک کوئی قوم اپنے اندر اپنی پستی وحقارت کا احساس نہیں کرتی ہے اس وقت تک غیروں کی ثقافت کی شیفتہ نہیں ہوتی ہے، جو لوگ اپنے مادی معنوی سرمایہ سے بے خبر، اپنے گوہر کی قدر و قیمت سے ناواقف ہوتے ہیں وہ اپنے گراں بہا موتیوں کو معمولی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں اور غیروں کے ردّی مال کو گراں قیمت اور منت کے ساتھ خرید تے ہیں، ایران میں پہلوی حکومت اور اس کے ہم مشرب کی اصطلاح میں تمدن کی بنیاد مذکورہ پایوں ہی پر استوار ہے، یہی علم وہنر اور صنعت میں مغرب کو خدا کی حیثیت سے پوجتے ہیں، مشرق کو وحشی وپسماندہ اور حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو ابھی ترقی کے ابتدائی مراحل طے کررہا ہے۔ ان ہی طریقوں سے وہ اپنے سیاسی واقتصادی مقاصد پورے کرتے ہیں۔

جس وقت یہ شیطانی سیاست اپنے نقطۂ عروج پر تھی اس وقت ناگہاں ملت اسلامیہ کے کالبد میں روح خدا جلوہ گر ہوئی اور ایران کے اسلامی انقلاب کا ساز چھڑ گیا۔ بہت سے فرزندان اسلام نے اپنی حقیقت وحیثیت کو سمجھ لیا اور حقوق

بشر کے ماسک ڈیموکریسی کی نقاب اور آزادی کے رنگ میں چھپے ہوئے مغرب کے وحشتناک چہرہ کو پہچان لیا۔ اور خود شناسی، یعنی فطرت، قرآن و مکتب اور اسلامی اقدار کی طرف بازگشت کا آغاز کیا۔

اس وقت ہمیں افسوس کے ساتھ سہی اس بات کا اعتراف کر لینا چاہیئے کہ ہمارے معاشرے کے بہت سے لوگوں کے افکار، نظریات اور اعمال ابھی تک مغرب سے متاثر ہیں، وہ اب بھی انگریزی الفاظ کے استعمال کو دانشوری کی علامت، سرمایۂ افتخار، روشن فکری اور یونیورسٹی سے تعلیم یافتہ افراد کی برتری خیال کرتے ہیں۔ عالمی روابط سمینار، کمپنیوں، اجتماعی تعلقات میں مخصوص جملہ اور علمی واقتصادی عزور موجود ہے۔

اب بھی یہ حالت ہے کہ مغرب زدہ لوگوں کو ان دواؤں سے بھی شفا نہیں ہوتی جن کے نام انگریزی فرینچ میں مرقوم نہیں ہوتے ہیں۔ اب بھی وقت گزاری کے وسائل تفریح، کھیل اور ورزش کے ان اسباب پر فخر کیا جاتا ہے جن کے نام انگریزی اور فرینچ میں مرقوم ہوتے ہیں۔

اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا کہ دنیائے کفر والحاد، غارت گر واستثمار کے نمونوں کو سرمایہ افتخار سمجھا جاتا ہے۔

بین المللی نظام میں کہ جس میں حرص وطمع، تکبر وغرور، سنگدلی اور انسانی اقدار سے بے اعتنائی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، کے معیاروں کو کسوٹی قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا اس کی تائید اور تعلقات کو سرمایہ افتخار سمجھا جا سکتا ہے؟ کیا پندرہویں صدی کے جلادوں کے شاباش، بہت خوب کہنے اور تالی بجانے ہی کی قدر وقیمت ہے؟ اور اس کی تردید وتکذیب کی کوئی قدر وقیمت ہی نہیں ہے؟

جس دنیا میں سلمان رشدی ایسے بے ادب اور قلم فروش کو ادبی انعام دیا جاتا ہے اور ایک ملک کے محنتی و ممتاز طلبہ کو فزکس کے عالمی مقابلہ میں مسلمان

ایرانی ہونے کے جرم میں شرکت سے محروم رکھا جائے، کیا اس کے معیار عقل و عدل کے مطابق ہیں! ہم نے ان ہی کے معیاروں اور اصولوں کو اختیار کر رکھا ہے یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔

اقوام متحدہ کے نظام کی تشکیل کے بارے میں اسلامی ممالک کو غور کرنا چاہیئے اور مغربی ڈیموکریسی، آزادی، حقوق بشر اور اس سے وابستہ اداروں سے اس نظام کو فوراً جدا کریں اور بوسینا وہرزگووینا فلسطین اور الجزائر سے عبرت حاصل کریں اور غیروں پر اعتماد کو کفر تصور کریں۔

یہ کتاب اپنے کو سمجھنے، خود یابی وخدا کے سلسلہ میں ایک کوشش ہے جو حوزۂ علمیہ قسم کے علماء وطلبہ کی زحمت اور سازمان تبلیغات اسلامی کی حمایت و ہدایت میں تالیف ہوئی ہے۔ درحقیقت یہ ستاروں کی کہانیوں کا مجموعہ ہے۔

ایسے ستارے کہ جنہوں نے دنیا کے مذاہب ومکاتب کے عظیم ونمایاں ترین چہروں کو تحت الشعاع قرار دیا تھا۔

ایسے تمام ستاروں کی شناخت تو بہت مشکل و دشوار کام ہے۔ ابھی تک ہم ان میں سے ستر کا انتخاب کر سکے ہیں۔

ہم ایسے نیکوکاروں کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں جو خود کو بھول چکے تھے اور خدا کی یاد میں کھو گئے تھے۔ خود سازی اور ظلم وکفر سے جہاد میں نمونہ ہونے سے قبل وہ اسلام و مسلمانوں کے لئے باعث فخر ہیں۔

ایسی قابل فخر شخصیتیں کہ جن کے ابھرنے سے مغرب لرزہ براندام رہتا ہے اور ان کو فراموش کرانے اور ان پر تہمت کی گرد ڈالنے میں لگا ہوا ہے۔ ایسی شخصیتوں کا تعارف اور ان سے آشنائی ایک زیارت ہے۔ جیسے قربت کی نیت اور قرآن وسنت کے پاسداروں سے آشنائی کے آہنگ کے ساتھ انجام پانا

چاہیئے کہ انھوں نے خدا اور اس کے پیغمبروں سے دفاع کے لئے علم بلند کیا۔ اور ظالموں کے ساتھ زندگی پر قید خانہ اور تختہ دار کو ترجیح دی۔

مرکز تحقیق باقر العلوم کے ذمہ داروں اور اس سلسلہ کے محققین کو ہرگز اس بات کا دعویٰ نہیں ہے کہ وہ وحی اور اس کے پاسداروں کی بھرپور عکاسی کی صلاحیت رکھتے ہیں بلکہ انھیں حوزۂ علمیہ قم کے صاحبان قلم سے تعاون کی امید ہے۔ اساتذہ وطلبہ کے مشوروں پر شکر گزار ہونگے، خداوند عالم سے معرفت وخدمت کی توفیق کے خواستگار ہیں اور اس کے نیک بندوں کی ارواح سے مدد چاہتے ہیں۔ انہ ولی قدیر

حوزۂ علمیہ قم
سید علی رضا سید کباری

شجرۂ طوبیٰ کا پھل

بنی امیہ کے سیاہ کارناموں نے اولاد رسولؐ پر خود ان کے شہر میں زندگی دشوار بنادی تھی بہت سے لوگوں کو شہید کر دیا گیا تھا اور بہت سے لوگ زندان میں قید کر دیئے گئے تھے۔

ان امور اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے ایران آنے کی وجہ سے مدینہ کے بہت زیادہ سادات علوی نے خراسان کی جانب ہجرت کی۔

ایرانیوں نے بھی اولاد رسولؐ کا پرتپاک استقبال کیا مہمان نوازی کی اور ان کو اپنا عزیز سمجھا۔ اگر سرزمین ایران پر کوئی فرزند رسولؐ شہید ہوا ہے تو صرف ظلم و جور کی بنا پر خود امام رضا علیہ السلام اور دوسرے شیعیان علیؑ جو ساوہ میں شہید کیے گئے اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔ جیسا کہ وہ کاروان جس میں خواہر امام رضاؑ اور دوسرے لوگ تھے شاہ رکن الدین ڈزفولی جو مشہور عارف تھے امامزادہ

حمزہ کی اولاد سے تھے۔ امام زادہ حمزہ کی قبر مطہر حضرت عبد العظیم کے مرقد مطہر کے کنارے ہے جو شہر رے (تہران) میں واقع ہے آپ امام موسیٰ ابن جعفر کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد ولایت و امامت کے عشق میں اتنی سرشار تھی کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر امام رضا علیہ السلام سے ملحق ہونے کے لیے عازم خراسان ہوتے لیکن سب کے سب بارگاہ احدیت سے ملحق ہوئے ایک شیراز میں دوسرے زنجان میں کچھ ساوہ میں، امام زادہ حمزہ رے میں۔

کیا ان عظیم ہستیوں کو طبیعی موت آئی؟ خلفائے بنی عباس ان کی روحی و معنوی قوت کو جانتے تھے لہذا ہر ممکن کوشش کرتے تھے کہ منبع نور و ہدایت سے لوگوں کا ربط نہ رہنے پائے جس طریقے سے بھی ممکن ہوا ان لوگوں کو شہید کر دیا تاکہ امام معصومؑ کی سیاسی، اجتماعی قوت نہ بڑھنے پائے اور بنی عباس کی سست و اپاہج حکومت کو دھچکا نہ لگنے پائے۔

سید عبد اللہ کا سلسلہ نسب شاہ رکن الدین ڈزفولی سے ملتا ہے دراصل آپ ان سادات میں سے تھے جنہوں نے ایران میں نشو و نما پائی تھی بعد میں نجف اشرف میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی شب ولادت تھی۔ تین صفر ۱۲۶۴ھ شب جمعہ مطابق ۱۸ اسفند ۱۲۶۶ ہجری شمسی کو خداوند عالم نے ارادہ کیا کہ سید عبد اللہ کو فرزند جیسی نعمت سے نوازے۔ وہ فرزند جو کہ امام موسیٰ کاظمؑ، امام جعفر صادقؑ، امام محمد باقرؑ، امام زین العابدینؑ، حسینؑ شہید، سید مظلوم حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے فرزند ہیں۔

سید عبد اللہ بوستان نے ولایت کے پھول داختر تابناک ہدایت ہیں

جو کر رستگاری کا ہدیہ لائے تھے تو اس کا راز تھا۔ ان کا دل خون کربلا کی معرفت رکھتا تھا کوفہ و اطراف کوفہ میں حضرت علی علیہ السلام کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی آواز سے واقف تھے۔

اپنے بڑے بیٹے کی ولادت کے بعد آپ نے تربیت کا سلسلہ شروع کیا طہارت کے بعد قبلہ رُخ ہوکر نور اذان کے ذریعہ جسم کی نشو و نما شروع کی اس کے بعد بچے کا نام "سید عبدالحسین" رکھا۔

بچے کا نام عمر بھر کے لئے ہوتا ہے پوری زندگی میں نام سے جو اُنس ہوتا ہے اس کا اثر شخصیت پر ہوتا ہے نام کا انتخاب خاص تہذیب کا ثبوت بنتا ہے بچے کے اوپر سب سے پہلا اثر نام کا پڑتا ہے۔

عبدالحسین کی بھی خواہش تھی کہ ان کا فرزند سیدالشہدا کا سچا پیرو ہو دین کی ترویج و ترقی میں امام حسینؑ کی ہی طرح قدم آگے بڑھائے اور اس راہ میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرے بلکہ اپنے جد بزرگوار کی طرح ایثار و فداکاری کے لئے تیار رہے[1]۔

---

[1] ریچرڈ۔ و۔ بولٹ " نے اپنی کتاب " گروش بہ اسلام در قرون میانہ " میں اسلامی ناموں پر بھی تحقیق کی ہے " العبر فی اخبار من غبر " الذہبی اس کے تحقیقی منابع میں سے ایک ہے جس میں اس نے اسلامی نام، محمد، احمد، علی، حسن، حسین، کے بارے میں کچھ باتیں لکھی ہیں۔

بچوں کے اسلامی نام ماں باپ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انھیں اسلام سے کتنی محبت ہے چونکہ شیعہ امامت کے قائل ہیں لہذا معصومینؑ کا نام اسلام کے علاوہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس سرزمین پر تاریخ تشیع بہت پرانی ہے اور یہ بتاتا ہے کہ وہاں کے لوگ کتنی تعداد میں شیعہ ہیں۔

شہر آفتاب

عراق کا مقدس شہر نجف اشرف کوفہ سے بہت نزدیک ہے، کوفہ وہ شہر ہے جسے اسلام کے بعد سب سے پہلے بنایا گیا۔ شروع میں یہ اسلام کا فوجی مرکز تھا بعد میں دنیائے اسلام کے جغرافیہ پر ایک شہر بن گیا۔

ملاحظہ ہو "گروش اسلام در قرون میانہ" ریچرڈ۔و۔بولٹ، محمد حسین وقار، نشر تاریخ ایران چاپ اول پائیز ۱۳۶۴۔

افسوس کا مقام ہے کہ جمہوری اسلامی ایران جو اہلبیت عصمت وطہارت سے محبت وعشق رکھتا ہے یہاں کے لوگ آج بھی بوسیدہ اور پُرانے گھسے پٹے زر تشتیوں کے نام رکھتے ہیں (نام کا اثر بہت پڑتا ہے جمہوری اسلامی ایران میں چار علی بہت مشہور ہیں۔ اسلامی انقلاب کی آغاز وبقا میں انکا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ایک علی سید علی خامنئی (رہبر مسلمین) سے مشہور ہیں۔ دوسرے علی، علی اکبر ہاشمی رفسنجانی (صدر) ہیں۔ تیسرے علی، علی اکبر ولایتی (وزیر خارجہ) ہیں چوتھے علی کو ہم علی اکبر ناطق نوری (اسپیکر) کے نام سے جانتے ہیں۔ مترجم)

نجف اشرف جو کوفہ سے قریب ہے امیرالمومنین کی شہادت سے پہلے مشہور نہ تھا نجف نے مولود کعبہ کے طفیل میں شرافت وکرامت حاصل کی۔

وہی مولود کعبہ جس نے خدا کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کیا دوش رسولؐ پر سوار ہوکر خانہ خدا کو پتھر اور لکڑی کے بتوں سے پاک کرتا ہے۔

نجف اشرف شہادت گاہ امیرالمومنین وشہر آفتاب ہے۔ اسی سرزمین کو جس نے وصی رسولؐ خدا کو جگہ دی جس کی وجہ سے آج دنیا بھر کے شیعہ زیارت کے لئے وہاں جاتے ہیں اور آفتاب کے چاروں طرف ستاروں کی طرح طواف کرتے ہیں زمانہ قدیم سے آج تک کوئی بھی انسان نجف کی فضیلت کم کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔

شہر کے باغ حضرت علیؑ کے قیام وقعود کی یاد تازہ کردیتے ہیں تاریکی شب میں آپؑ کی مناجات کی داستان سناتے ہیں وہ ایسے سرسبز سفیر ہیں جو امیرالمومنینؑ کی جاویدانہ راہ کا پتہ بتاتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کے ماننے والوں کو جوانمردی کا ثبوت دیتے ہیں۔

نجف اشرف کے دریا، نہروں اور وہاں کی خاک میں محبتِ علیؑ کی بو ہے وہاں کے ریگزار مسرور ہیں کہ مرد عظیم نے وہاں قدم رکھا ہے۔ وہاں کے نہر ودریا آج بھی حضرت علیؑ کی تلاش میں ہیں کیونکہ انھیں حضرت علیؑ کی شہادت کا یقین نہیں ہے وہ جہاں بھی تلاش کرتے ہیں انھیں نہیں پاتے نجف کے کوچہ وبازار سے گزرتے ہوئے اپنے کو فرات تک پہونچاتے ہیں اور نوحہ کناں عراق، خانقین، دیوانیہ اکور، جلیلیہ، بصرہ، اور فار کے لوگوں کو ہمنوائی کی دعوت دیتے ہیں۔

جنوب عراق کے لوگوں پر استعمار نے جو ظلم ڈھائے ہیں وہ ساری دنیا پر عیاں ہیں، کوفہ، تشیع کا دارالحکومت، حضرت علیؑ کی خلافت وامامت کا مرکز ہے حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد شیعوں کے مستحکم قلعہ کی طرح باقی ہے۔

کوفہ کے بعد نجف سے قریب ترین شہر کربلا ہے وہ سرزمین جو حسینی مشن کا مرکز ہے شیعوں کی حقانیت و پاکیزگی کو ثابت کرتا ہے۔

عبداللہ عفیف کی رہبری میں توابین نے کوفہ میں ہی قیام کیا زید بن علی ابن الحسینؑ نے اسی جگہ قیام کیا جنوب عراق کے شہر و گاؤں نجف و کربلا سے بہت قربت رکھتے ہیں۔

بنی عباس و ابراہیم بن عبداللہ کے لشکر نے کوفہ کے "باخمری" نامی قریہ میں ملاقات کی۔ بصرہ میں ابراہیم نے اپنے بھائی محمد بن النفس الزکیہ بن عبداللہ کی خبر شہادت سنی جو مدینہ میں تھے آپ نے بغداد کا رُخ کیا تاکہ بنی عباس سے قصاص لیں۔

یہ وہ زمین ہے جہاں سے محمد بن ابراہیم بن اسماعیل طباطبا نے قیام کیا آپ علوی سادات میں سے تھے۔

امام المسلمین امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب کی شہادت کے بعد نجف اشرف شیعوں کا قبلہ دل بن گیا۔ کوفہ کے لوگوں نے عہد شکنی کی اس سے وہاں کی عزت و وقار کم ہو گیا۔

شہر علم

شیخ طوسی سامانیان کے دور میں خراسان میں تحصیل علوم دین کر رہے تھے اس بات کو وہ بخوبی جانتے تھے کہ حکومت کے اہتمام سے مذہب حنفی کو سرکاری مذہب بنا دیا گیا ہے بادشاہ وقت شیعوں سے جس طرح پیش آتا تھا اس سے وہ بہت مضطرب تھے۔ خراسان اس شدت سے محفوظ نہ رہ سکا۔ چنانچہ شیخ طوسی نے رخت سفر باندھا اور اس جگہ کا رُخ کیا جو شیعوں کے لیے بہتر تھی۔

آل بویہ کی بہت سی اہم جگہوں پر حکومت تھی جیسے رے، فارس، بغداد وغیرہ۔

شیخ طوسی نے بغداد کا سفر اختیار کیا تاکہ اس دور کے بزرگ عالم سے کسب فیض کریں۔ شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان سے کسب فیض کیا شیخ صدوق کے بعد شیعوں کے مذہبی پیشوا و حوزہ علمیہ کے زعیم و سرپرست شیخ مفید تھے۔

شیخ طوسی نے پانچ سال تک شیخ مفید علیہ الرحمہ سے علم حاصل کیا شیخ مفید کے انتقال پر ملال کے بعد ان کے جانشین جناب سید مرتضیٰ ہوئے تو شیخ طوسی نے ان سے بھی تحصیل علم کیا۔

۴۳۶ھ میں سید مرتضیٰ کے رحلت کر جانے کے بعد شیخ طوسی کی زعامت کا زمانہ شروع ہوا سید مرتضیٰ نے چالیس سال تعلیم اور تالیفی کاموں میں صرف اور بہت سے یادگار آثار چھوڑے ہیں۔ آپ نے ۸۱ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

بغداد کے نامساعد حالات کی بنا پر شیخ طوسی نے حوزۂ علمیہ کو نجف اشرف منتقل کر دیا۔ حوزہ گویا اپنی اصل جگہ پر آگیا۔ شہر علیؑ شہر علم ہے شیعہ آپ ہی کی آغوش میں زندگی بسر کرتے تھے۔ فیض ربانی سے نجف اشرف شیعوں کے لئے ایک بڑی یونیورسٹی کی شکل میں بدل گیا تھا۔ اس اسلامی مرکز نے دنیائے علم کو ایک سے بڑھ کر ایک گوہر بے بہا عطا کیا ہے۔ جن لوگوں نے پے در پے شیعوں کی زعامت کی ہے ان میں سے چند اہم شخصیتوں کے اسمار گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ شیخ الطائفہ، ابو جعفر محمد بن محمد بن حسن بن علی طوسی (۳۸۵ھ۔ ۴۶۰ھ) حوزۂ علمیہ نجف اشرف کے مؤسس و بانی۔

۲۔ قاضی عبد العزیز حلبی۔ ابن البراج۔ (متوفی ۴۸۱ھ)

۳۔ شیخ ابو الصلاح حلبی (متوفی ۴۴۷ھ)

۴۔ فاضل مقداد (متوفی ۸۲۶)

۵۔ شیخ الاسلام علی بن ہلال جزائری (متوفی ۹۳۰)

۶۔ شیخ علی بن عبد العالی کرکی۔ محقق کرکی۔ محقق ثانی (متوفی ۹۴۰)

۷۔ شیخ زین الدین علی بن احمد عاملی۔ شہید ثانی (شہادت ۹۱۱)

۸۔ احمد بن محمد اردبیلی۔ مقدس اردبیلی (متوفی ۹۹۳)

۹۔ سید مہدی بحر العلوم (متوفی ۱۲۱۲)

۱۰۔ شیخ جعفر کاشف الغطار (متوفی ۱۲۲۸)

۱۱۔ شیخ محمد بن حسن نجفی صاحب جواہر الکلام (متوفی ۱۲۶۶)

۱۲۔ شیخ مرتضیٰ انصاری (متوفی ۱۲۸۱)

یہ وہ نامور فقہار تھے جنہوں نے اپنی فکر و نظر سے شیعہ فقہ کو بلند مرتبہ عطا کیا ہے اور دنیا کو فقہ شیعہ سے روشناس کرایا ہے ان انوار مقدسہ نے حضرت علی علیہ السلام کے نور سے تنویر حاصل کی ہے یہ بزرگوار اپنی روح پر صیقل کر کے وہ آئینہ بن گئے کہ آسمان ولایت وامامت کے آئینہ دار ثابت ہوئے۔

وہ وقت آگیا کہ سید عبد الحسین اس دریائے نور سے اپنے کو قریب کریں اپنے ظرف کے مطابق اس دریائے نور سے کسب فیض کریں۔

رسول اکرم کے فرمان کے مطابق ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا واجب ہے اس لئے کہ تمام نیک صفات و خوبیوں کی اصل وجڑ یہی علم ہے۔ قیامت کے دن جب شہدار کے خون کو علمار کے قلم کی روشنائی سے تولا جائے گا تو علمار کے قلم کی روشنائی زیادہ باوزن ہوگی [1]

---

[1] بحار الانوار ج ۲ ص ۹

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: مجھے پسند نہیں ہے کہ میں کسی شخص کو دیکھوں مگر یہ کہ وہ یا تو عالم ہو یا متعلم۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس نے ظلم کیا ہے اپنی عمر کو ضائع کیا ہے۔ اس صورت میں گویا اس نے ایسا گناہ کیا کہ اس کی سزا جہنم کی آگ ہے قسم اس خدا کی جس نے حضرت رسول اکرمؐ کو رسالتِ حقہ سے سرفراز کیا۔ [1]

سید عبدالحسین نے والد گرامی کی راہنمائی میں کسب علم کرنا شروع کیا تاکہ خداوند عالم راضی وخوشنود ہو علم و معرفت سے اپنی نادانی وجہالت کو برطرف کریں اور دنیا میں علوم آل محمدؐ کی نشر واشاعت کریں تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ انسان جس چیز کو تلاش کرتا ہے اسے پا لیتا ہے۔ (مَنْ طَلَبَ شَيْئاً وَجَدَّ وَجَدَ)

سید عبدالحسین نے بہت سے لوگوں کی مدد و سرپرستی میں تحصیل علم کے لئے قدم آگے بڑھایا سب سے پہلے بہت ہی باقیمت علم حاصل کیا۔

سید عبدالحسین کا خاندان ایک مہذب بااخلاق خاندان تھا تمام کتابوں و استادوں سے پہلے آپ کے لئے والد گرامی نمونۂ عمل تھے۔ سید عبدالحسین نے زندگی کے لئے اپنے والدین کو مشعل راہ بنایا والدین نے بھی اپنے عزیز بیٹے کو صحیح اور ہدایت یافتہ انسان بنانے کی ترغیب کی تاکہ آپ چھوٹے بڑے سب کام کو ذمہ داری سے انجام دیں آپ کے والدین فرزند کو نعمت خدا جانتے تھے۔ کیونکہ فطرت کے لحاظ سے آپ پاک ومعصوم تھے لہذا والدین کی کوشش تھی کہ ہر بدی سے آپ محفوظ رہیں اور انسانی کمالات ان کے اندر جاگزیں ہوں شخصیت کو ابھارنے کے لئے ان کی چھوٹی ومعمولی خطاؤں سے چشم پوشی کرتے تھے نرمی ومحبت سے پرورش کرتے تھے۔

---

[1] بحار الانوار ج ۲ ص ۹۰

عبدالحسین کی تربیت صرف ایک فرزند کی تربیت نہ تھی بلکہ ایک سماج کی تربیت تھی وہ ایک ایسی نہر کی طرح تھے جو سماج کے دھارے سے ملحق ہو۔ دریائے متلاطم وامواج طغیانی سے محفوظ رہنے کے لئے روحی طاقت وقوت کا ہونا ضروری ہے چنانچہ ان کے گھر میں شروع سے ہی فردی تربیت کے ساتھ اجتماعی تربیت پر توجہ دی گئی انھیں پورے سماج کے مسائل سے آگاہ کیا گیا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کو چاہیئے کہ اپنے علاوہ دوسروں کے بارے میں سوچے۔ رسول اکرم فرماتے ہیں مَنْ اَصْبَحَ وَلَمْ یَهْتَمَّ بِاُمُورِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ یعنی جو انسان اس حال میں صبح کرے کہ دوسرے مسلمانوں کے بارے میں غور و فکر نہ کرے وہ دراصل مسلمان نہیں ہے۔ سید عبدالحسین نے اسی اسلامی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اجتماعی ترقی کے لئے زیادہ کوشش کی آپ نے بخوبی جان لیا تھا کہ صحیح اسلامی قوانین کے اجراء سے شہر الہی ہدایت کا مرکز بن سکتا ہے ایسا مرکز جس کا مثل و نظیر نہ ملے۔

فطری خلقت وطینت اور باپ کی تربیت نے سید عبدالحسین کے دل میں خاندان رسالت کی خاص محبت بھر دی تھی ایسی محبت جو ان کے پورے وجود میں سمائی ہوئی تھی وہ ہر روز اپنے آقا و مولیٰ امیرالمومنین سے راز و نیاز کیا کرتے تھے آپ انکے دربار سے ہدایتِ نور کے طلب گار ہوتے تھے مکتب علی سرمایۂ توحید تھا اس کے ذریعہ سید عبدالحسین نے کتب وحی تک رسائی حاصل کی تھی آپ نے اسلامی تعلیمات میں تحقیقی روش کو اپنایا تھا اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ اللہ کی راہ میں قدم رکھنے سے اللہ راضی و خوشنود ہوتا ہے۔

سعی و جد و جہد، مسلسل محنت اور اہل بیت عصمت و طہارت سے مدد کی بنا پر آپ کو کامیابی حاصل ہوئی جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے "وَالَّذِیْنَ

جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (عنکبوت ۶۹) یعنی وہ لوگ جو میری خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یقیناً میں ان کے راستوں کی ہدایت کروں گا۔

ادبیات عرب، منطق، فقہ، اصول فقہ سب کچھ دریائے نور تک رسائی کے لئے حاصل کیا جاتا ہے جملوں کو بنانا عبارات کو مزیّن کرنا سب کچھ سبب بنے کہ کتاب خدا کی معرفت حاصل کی جائے اور ایک کے بعد ایک حجابات اٹھتے جائیں دیندار عالم و اسلام شناس متبحر کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم و سنت کو اچھی طرح سمجھے علم اخلاق، علم کلام، علم تفسیر کو فقہ و اصول کے ساتھ جانتا ہو تاکہ دین الٰہی کا ادراک اور احکام شرعی کا استنباط کر سکے اگر انھیں ایک فقیہ و دینی عالم بننا ہے۔ تو کسی بھی اسلامی علم سے کوتاہی نہیں کرنا چاہیئے نجف اشرف کے اساتذہ اور بزرگوں سے آپ نے علوم دین حاصل کیا اور تمام علوم میں بلند مقام حاصل کیا۔

سید عبدالحسین کو سب سے زیادہ غم اس بات کا تھا کہ لوگ عدل و انصاف کی حکومت سے دور تھے۔

کیا واقعاً رسول اکرمؐ خدا کی جانب سے صرف اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ دین الٰہی کو لوگوں تک پہونچادیں اور صرف اپنی حیات طیبہ تک حکومت کریں اور بس!

کیا رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد ضرورت نہیں تھی زمام حکومت اس شخص کے ہاتھوں میں ہو جو قرآن و سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو؟ کیا خداوند عالم کی جانب سے رسولؐ نے اپنا جانشین و خلیفہ منتخب نہیں کیا تھا!

کتنی جلدی مدینہ میں غدیری قرآن سے لوگ روگرداں ہو گئے فتنہ برپا کیا گیا لوگوں کو گمراہ کیا گیا؟

راہ حق سے روگردانی وصحیح راستہ سے سرکشی کا نتیجہ بہت خراب ہوا بنی امیہ

ونبی عباس نے اپنے ظلم وتشدد سے امام کی امامت وخلافت سے لوگوں کو دور رکھا، مفسرین قرآن، اور انوار الٰہی کے حامل کو محصور ومحبوس کیا اور آخر کار شہید کردیا۔

اقوال رسول اکرمؐ کو پامال کیا گیا امت رسولؐ بے رہبر وخلیفہ کے ہوگئی بھیڑیئے وسگ صفت افراد مسلمانوں کو لوٹنے میں مشغول ہوگئے اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ خاندان رسول اکرمؐ واوصیاء الٰہی ورہبران مومنین کی بے حرمتی کی گئی فرزند دلبند علی کو ان باتوں کا بڑا صدمہ تھا آپ کا دل غم سے پر تھا۔

وہ وقت بھی آیا کہ مسلمانوں کے امام ورہبر نے مسجد میں شہادت پائی صرف آپؑ ہی مولود کعبہ تھے سوائے خدائے کعبہ کے کبھی کسی کے سامنے سر جھکایا تھا عراق میں ظلم وناانصافی کا بازار اس طرح گرم ہوا کہ مرکز خلافت وامامت نے پھر کبھی خوشحالی کا منھ نہ دیکھا۔ گویا اس سرزمین پر خوشیاں حرام ہوگئیں سرسبز وخرم باغ کی بہار کو خزاں لگ گئی چاہنے والوں کے لئے خوش وخرم زندگی بسر کرنا ناممکن ہوگیا۔

حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد عراق کے بعض حصہ پر اموی حکومت کی حکمرانی ہوگئی معاویہ کے بیٹے یزید کے دور میں واقعۂ کربلا پیش آیا اگرچہ یزید کے مرنے کے بعد عبداللہ ابن زبیر نے قیام کیا لیکن کامیاب نہ ہوا۔

دوسری صدی ہجری میں خلافت عباسیوں کے ہاتھ آئی عراق کی سرزمین خلافت کا جزء بن گئی بغداد عباسی خلافت کا مرکز قرار پایا ۶۵۶ ہجری میں ہلاکو خان کے حملہ کے بعد عباسی حکومت کا خاتمہ ہوا اور مغلوں کی حکومت کا آغاز ہوا پھر تیمور گورگانی نے حملہ کیا اس سرزمین پر بہت زیادہ خون بہایا گیا عراق کی سرزمین پر یہ سلسلہ جاری رہا مختلف قوتوں نے حملہ کیا درحقیقت کوفی جس گناہ کے مرتکب ہوئے تھے اس کی سزا انھیں ملتی رہی ایک مستحکم ومضبوط حکومت وہاں کبھی قائم نہ ہوسکی اور

یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وہاں کے لوگ توبہ کر کے حق وانصاف کی حکومت کا انتخاب نہیں کریں گے۔

کوفہ کی سرزمین سے مخاطب ہو کر مولائے کائنات فرماتے ہیں، اے سرزمین کوفہ میں دیکھ رہا ہوں کہ عکاظ کے میل کی طرح تیرا پھیلاؤ ہو گا تیرے اوپر سختی کا بازار گرم ہو گا تیرے سر پر سخت بلا و مصیبت نازل ہو گی میں جانتا ہوں کہ تیرے اوپر ظلم کرنے والا کوئی بھی ایسا نہیں ہو گا کہ خدا اس پر بلا نازل نہ کرے یا کسی قاتل کو اس پر مسلط نہ کرے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۴۷)

افق تجلی

سید عبدالحسین اپنے درد کو جانتے تھے درس فقہ، اصول، تفسیر کو درِ ولایت وامامت کے خمیر سے حاصل کیا وہ اس زنجیر سے ملحق تھے جو وحی ونبوت سے متصل ہوتی ہے۔

آپ دین اسلام کو صرف عبادت میں منحصر نہیں جانتے تھے بلکہ دین سیاست بھی مانتے تھے ایسی سیاست جس سے امت اسلامی کو سرداری حاصل ہو، ہمارے آئمہ کی ثقافتی واجتماعی زندگی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کبھی کربلا کے میدان میں امام حسین علیہ السلام نے اس حقیقت کو آشکار کیا تو کبھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بغداد کے قید خانہ میں رہ کر اسلام سے سیاسی چہرے سے پردہ ہٹا دیا یہ سلسلہ امام حسن عسکری علیہ السلام تک جاری رہا اور آج بھی امام زمانہؑ پردۂ غیب میں رہ کر اس کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سید عبدالحسین نے نجف اشرف میں

فقہ واصول کا درس خارج مکمل کیا درس خارج میں استاد قدیم علماء کے نظریات کو پیش کرنے کے بعد اپنا نظریہ قائم کرتا ہے۔ ترقی کی راہ پر چلتے ہوئے عبد الحسین کے لیئے افق تجلی نمایاں ہوئی آپ نے اپنے کھوئے ہوئے ضمیر کو آیتہ اللہ العظمیٰ سید محمد حسن شیرازی (۱۳۲۰-۱۳۱۲ھ) کے اندر پالیا[1]

مرزا شیرازی جو آیات الہی تھے فقہ جعفری کی گرمی حوزہ علمیہ نجف اشرف میں قائم کئے ہوئے تھے آپ صرف مرضیٔ معبود کے حصول میں کوشاں تھے آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے والے فقیہ تھے۔

آپ ایسے شیعہ مرجع تھے جس نے پوری عمر امت اسلامی کی سربلندی کے لیئے فضلاء وطلبہ کی تربیت وپرورش کی بہت تھوڑی مدت میں مرزا شیرازی نے اپنے شاگرد عبدالحسین کی ذکاوت کو خوب سمجھ لیا لہذا تشویق بھی کی سید عبدالحسین نے محنت سے جلد ہی احکام الہی پر استنباط کی استعداد حاصل کرلی ۳۲ سال کی عمر میں درجۂ اجتہاد پر فائز ہوئے۔

آیۃ اللہ سید عبدالحسین موسوی نے اپنے استاد مرزا شیرازی کی ہجرت کے بعد دوسرے اساتذہ سے کسب فیض کیا منجملہ:۔

۱۔ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین کاظمی (متوفی ۱۳۰۸ھ)

۲۔ آیۃ اللہ محمد فاضل ایروانی (متوفی ۱۳۰۶ھ)

۳۔ آیۃ اللہ شیخ لطف اللہ مازندرانی (متوفی ۱۳۱۱ھ)

۴۔ آیۃ اللہ شیخ حسین قلی ہمدانی (متوفی ۱۳۱۱ھ)

---

[1] ہدیۃ الرازی الی الامام المجدد الشیرازی تالیف آقا بزرگ تہرانی و مجموعہ ابرار "میرزای شیرازی احیاگر قدرت فتویٰ" کی طرف رجوع کریں۔

یہ وہ بزرگ ہستیاں تھیں جو علم و دانش میں بلند قلعہ کی طرح تھیں تالیف و تدریس کے ذریعہ آپ نے ایسے شاگردوں کی تربیت کی جو زمانہ رسولؐ سے عہدِ حاضر تک کے لئے ایک سلسلہ تھے اور آئندہ کے لئے بھی سلسلہ کو جاری رکھا۔

آیۃ اللہ شیخ حسین قلی ہمدانی فقیہ ربانی، عارف کامل، پرچمدار توحید تھے نجف اشرف میں آپ نے کثیر تعداد میں شاگردوں کی تربیت کی انھیں میں سے سید جمال الدین اسد آبادی و سید عبد الحسین موسوی ہیں۔

ملا حسین قلی ہمدانی نے اصول و فقہ کا درس مشہور فقیہ شیخ مرتضیٰ انصاری سے لیا تھا۔ لیکن سیر و سلوک و علم اخلاق جمال السالکین سید علی شوشتری سے حاصل کیا آپ کے بلند مرتبہ کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیخ مرتضےٰ انصاری علمی و عملی منزلت کے باوجود سید علی شوشتری کی خدمت میں حاضر ہو کر نصیحت حاصل کیا کرتے تھے [1] جبکہ خود شیخ انصاری علم منقول میں

---

[1] ۱۲۸۰ھ میں نجف اشرف میں وبا پھیلی سید علی شوشتری اس وبا میں مریض ہو گئے آپ کی اولاد نے فریضہ سمجھ کر شیخ مرتضیٰ انصاری کو مطلع کرنا چاہا تو سید علی شوشتری کو معلوم ہوا تو آپ نے اپنی اولاد سے فرمایا! شیخ انصاری ابھی آنے والے ہیں فوراً ہی دق الباب ہوا دروازہ کھولا گیا تو شیخ انصاری تھے سید کی احوال پرسی کی لوگوں نے بتایا کہ وبا میں مبتلا رہیں شیخ نے فرمایا کوئی حرج نہیں، گھر میں داخل ہوئے سید سے مخاطب ہو کر کے فرمایا؛ مضطرب نہ ہو انشاء اللہ شفا حاصل ہو گی۔ سید علی نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم؟ شیخ نے جواب دیا میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ آپ میرے بعد موجود رہیں اور میری نماز جنازہ پڑھائیں

استاد کامل اور نمونۂ زمانہ تھے علم حفظ نفس، سیر و سلوک علم اخلاق سید علی شوشتری سے کسب کیا۔

سید علی شوشتری کے فرمان کے مطابق ہی شیخ مرتضیٰ انصاری کی وفات کے بعد حسین قلی ہمدانی نے شاگردوں کی تربیت شروع کردی۔

ملا حسین قلی ان لوگوں کی تربیت میں لگ گئے جو علم دین کے ساتھ ساتھ تہذیب و اخلاق کے زیور سے آراستہ ہوکر دنیا کے ظلمت کدہ کو نور الہی کی طرف لے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں آپ کی بزم سے ایسے ایسے لوگوں نے کسب فیض کیا جو علم و معرفت، سیر و سلوک کے بلند مقام پر فائز تھے۔

اخوند حسین قلی ہمدانی نے کوئی تالیف نہیں کی آپ کی کوئی تصنیف نہیں ہے لیکن ۱۸۰ باتقویٰ و بامعرفت افراد کی تربیت کی جو دنیائے اسلام کے لئے ایک افتخار ہے۔

آپ کے گھر میں ایک چٹائی کے علاوہ اور کچھ نہ تھا طلاب و فضلاء خود اپنی عبا بچھا کر تحصیل علم کرتے تھے لے ابتدا ر سے ہی استاد نے دنیا سے بے اعتنائی کا درس شاگردوں کو دیا تھا۔ جہاد اکبر میں کامیابی کا راز استاد نے شاگردوں کو بتایا کہ نفس امارہ پر کیسے قابو کیا جائے استاد کی بلند شخصیت اٹھنے بیٹھنے کا طور طریقہ، گفتگو کا انداز سب شاگردوں کے لئے حکمت و درس تھا۔

ملاؔ حسین قلی اس بات پر اعتقاد رکھتے تھے کہ انسان کے دامن پر جب تک گناہوں کا داغ ہے وہ خدا کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا جب تک آنکھ، کان،

۱۲۸۱ھ میں شیخ انصاری نے اس دنیا سے رحلت کی سید نے نماز جنازہ پڑھائی آپ کا انتقال ۱۲۸۳ھ میں ہوا (داستانہا شگفت۔ دستغیب شیرازی)

لے شجرۂ طیبہ صـ۶

زبان، ہاتھ، پیر گناہوں میں مبتلا ہیں ذکر الہٰی و مناجات بے کار ہیں خداوند عالم نے زبان کو ذکر الہٰی کا مرکز قرار دیا ہے لہٰذا زبان سے ذکر الہٰی اس وقت ہوگا جب یہ گناہ سے پاک ہو تاکہ اس کا اثر ہو۔

آپ نے نماز شب و سحرخیزی کا درس شاگردوں کو دیا تھا آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ طہارت باطنی کے لئے طہارت ظاہری ضروری ہے اور مومنوں کے تمام اعمال عبادت ہیں لہٰذا ہر وقت وضو سے رہا کریں۔

سیر و سلوک کے استاد ملا حسین قلی ہمدانی صرف فردی مسائل پر ہی توجہ نہیں دیتے تھے بلکہ اجتماعی مسائل اور مسلمانوں کی مدد کو ضروری جانتے تھے اپنے شاگردوں سے خاص تاکید کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے امور پر توجہ دیں[1]

اسی بنا پر استاد سیر و سلوک اخوند ہمدانی کے یہاں سے جو بھی فارغ ہوا وہ سحرخیز بلند پایہ عارف ہوا۔ محروموں سے ہمدردی و غریبوں کی مدد کو اپنا فریضہ جانا اپنے کو اپنی ذات سے مخصوص نہیں رکھا بلکہ پورے سماج و معاشرہ کی خدمت کی یہی وہ راستہ ہے جس سے خدا تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ اخوند ہمدانی کے شاگردوں کی کوشش، کمال مطلوب تک رسائی، خودسازی کے ساتھ معاشرہ سازی ہے۔

سید جمال الدین اسد آبادی و آیۃ اللہ سید عبدالحسین موسوی اسی مکتب کے پروردہ تھے کہ ریاضت نفسانی کے علاوہ اسلامی معاشرہ کی اصلاح کی اس خطرناک وادی میں قدم بڑھایا لیکن ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔

سید عبدالحسین لاری نے علم کے ساتھ عمل کو زندگی کے لئے ضروری

---

[1] رسالہ حوزہ شمارہ ایک ص۵۸-۵۳

جانااستاد کی نظر خاص سے آپ نے سیر و سلوک کے مراحل پے در پے طے کئے اور منزل کمال تک رسائی حاصل کی۔

چمگادڑوں کا دور

ایران کی مقدس سرزمین پر قاچار کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے مسلمانوں کے لئے زندگی دشوار تھی حکومت قاچار نے بغیر کسی قید و شرط کے سرزمین ایران کو متجاوزین کے حوالے کر دیا تھا باقی زمین پر مفسد لوگوں کا قبضہ تھا۔ یہ دور مرزا شیرازی کی مرجعیت کا دور تھا شیخ مرتضیٰ انصاری کی رحلت کے بعد شیعوں کے مرجع تقلید و ولی فقیہ آپ ہی تھے آپ سامرا میں مقیم تھے۔

مرزا شیرازی نے شیعہ مرجعیت قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ و سامرا جیسے شہر کو اسلامی مرکز قرار دیا خود سامرا کی جانب ہجرت کر کے عملی ثبوت بھی دیا۔

آیۃ اللہ فاضل ایروانی (متوفی ۱۳۰۶) و آیۃ اللہ الحاج سید حسین تبریزی کی وفات کے بعد شیعہ مرجعیت عامہ مرزا شیرازی میں ہی منحصر ہو گئی آپ پوری دنیا کے ولی فقیہ قرار پائے۔

۲۸ رجب ۱۳۰۸ھ کا وہ دن آیا کہ پورے ایران میں انگریز کمپنی کا تنباکو خرید اور بیچا جانے لگا یہ قدم بھی خاندان قاچار کی جانب سے ایک سنگین قدم تھا ناصر الدین شاہ قاچار نے اس عہد نامہ پر توافق کرنے کے لئے بہت خرچیلا سفر بھی کیا جو ملت ایران کے لئے ایک بوجھ تھا۔ یورپ کے اس سفر سے ملت ایران کو رسوائی کے علاوہ مغربی تہذیب کا بھی سامنا کرنا پڑا استعمار کے اندر اب یہ قوت پیدا ہو گئی کہ آسانی سے ملک ایران کو غارت کر سکے۔

سلطنت زندیہ کے زوال کے بعد محمد خان قاچار تخت حکومت پر بیٹھا اس کے بعد فتح علی شاہ اور محمد شاہ حکومت پر قابض ہوئے ناصرالدین شاہ بادشاہان قاچار سے چوتھا بادشاہ تھا جو محمد شاہ قاچار کے بعد حکومت پر بیٹھا۔

قاچار ایک طائفہ ہے جو زمانہ صفوی میں گرگان میں "اشاقہ باشی" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ شاہ اسماعیل صفوی کے قیام کے وقت اس کی مدد کی اور حکومت کو مستحکم کیا اس کے بدلے میں قاچاریوں کا شمار خاص قبیلوں میں ہونے لگا۔

ایک تاریخ کے مطابق اسماعیل شاہ کی ماں قاچار خاندان سے تھی[1] اور ممکن ہے اسی سبب کی بنا پر قاچاریوں نے صفوی کی مدد کی ہو۔

جس وقت قاچاریوں کو حکومت ملی صفوی حکومت کی طرح ان لوگوں نے بھی حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے مذہب کا نام دیا لیکن جس طرح دین و سیاست کو مخلوط کرنے میں صفوی کامیاب نہیں ہوئے تھے یہ بھی کامیاب نہ ہوئے۔

محمد شاہ قاچار نے اپنی کامیابی کے لئے بعض سکوں پر "یا محمد یا علی" کھدوایا تھا فتح علی شاہ نے چاہا کہ صفوی عمامہ کو اپنے سر پر رکھے لیکن امرائے قاچار کی مخالفت کی بنا پر ایسا نہ کر سکا صرف بلند داڑھی اور صاغری جوتے پر ہی اکتفا کی۔

فتح علی شاہ کے بعد محمد شاہ تخت حکومت پر بیٹھا اسی کے دور میں قضیہ باب پیش آیا شیخیہ کی جانب سے شیخ احمد احسائی اور دوسری استعماری قوتوں کو اسی دور میں استحکام حاصل ہوا یہ ناصرالدین شاہ تک باقی رہا۔

سالہا سال کی مایوسی و ناامیدی کے بعد ناصرالدین شاہ کے دور میں صوفیوں کا بازار پھر گرم ہوا قاچار کے بعض خاندان اسی سے ملحق ہو گئے۔ "سنابادی" "نعمت

---

[1] "مذہب و سیاست در جہان" محمد علی منوچہری ص ۵۰۷

الٰہی" "صفا" اس دور کے مشہور صفوی ہیں" سلسلہ صفا" یا صفی علی شاہی" مرزا حسن اصفہانی کے پیروکار تھے ان کا بانی ناصر الدین شاہ کے زمانے میں علی خان ظہیر الدولہ تھا جو صفا کے نام سے مشہور تھا اس نے اپنے مسلک کو فراماسونری سے مخلوط کر لیا تھا۔[۱]

ناصر الدین شاہ "عیاش" فاسد متکبر شخص تھا چار چیزوں سے خاص لگاؤ تھا۔

۱۔ طاقت و قوت: ناصر الدین شاہ اپنے کو ایران کے لوگوں کی جان و مال کا مطلق حاکم خیال کرتا تھا کسی پر بھی اسے بھروسہ نہ تھا یہاں تک کہ اپنے ولیعہد پر بھی اعتبار نہ تھا۔ اگر کوئی بھی داخلی یا خارجی سیاست کے بارے میں کچھ بولتا تھا تو اسے راستہ سے ہٹا دیتا تھا اگر کوئی قانون و آزادی کے نام پر کچھ کہتا تو اس کی جان و مال خطرہ میں ہوتی تھی فرمان قتل جاری ہو جاتا تھا۔

۲۔ عورت: عورتوں سے بہت زیادہ عشق و محبت رکھتا تھا اس کے حرم سرا میں دسیوں عورتیں تھیں اپنی سلطنت کی مدت میں اس نے ۸۵ عورتیں رکھی تھیں۔

۳۔ کھانا: کھانے پینے کا وہ بڑا عاشق تھا اکثر اوقات اس کا منھ چلتا رہتا تھا اس کا گھریلو ڈاکٹر تولوزان جو فرانسوی تھا برابر کہتا تھا "ایسا لگتا ہے کہ اس مرد کے معدہ کو لوہے سے بنایا گیا ہے"۔

۴۔ شکار: شکار سے بہت زیادہ دلچسپی تھی کبھی تو وہ زیادہ روی کا شکار ہو جاتا تھا۔[۲]

---

[۱] مذہب و سیاست در جہان ص۶۵
[۲] انجمن ہائے سری در انقلاب مشروطیت ایران، اسماعیل رائین ص۱۲

۱۸ سال کی عمر میں ناصر الدین شاہ تخت خلافت پر بیٹھا بالکل ناتجربہ کار تھا مرزا تقی خان محمد شاہ کے دور میں آذربایجان کا گورنر تھا ناصر الدین شاہ بادشاہ کے عنوان سے جب تہران کی جانب بڑھا تو امیر نظام کے لقب سے مشہور ہوا بادشاہ کے لئے حرکت کے اسباب فراہم کئے اس کے بعد اتابک اعظم کا لقب ملا۔

مرزا تقی خان امیر کبیر نے اپنی صدارت کے دور میں بہت سے اہم کارنامے انجام دیئے ہیں۔ جیسے راستوں کی امنیت، مالی حالات میں تبدیلی، فساد و فحشار کے خلاف جنگ، فوج کی اصلاح، تہذیب و تمدن میں سدھار وغیرہ۔

ایران کے خارجی روابط کو عروج عطا کیا منافع ایران کا خاص خیال رکھا عمومی خدمات و حکومت کے استقلال کی وجہ سے امیر کبیر سے شاہزادے اور غیر دول کی روٹی توڑنے والے لوگ ناخوش تھے، لہٰذا ناصر الدین شاہ کو اس کے قتل پر ابھارا ۱۲۶۸ھ میں کاشان کے حمام فین میں اسے قتل کیا گیا امیر کبیر کا قتل ایران کے ایک محب و دلسوز کا قتل تھا امیر کبیر کے قتل کے بعد ایران پھر استعمار کے منافع کی راہ پر گامزن ہو گیا افغانستان ایران سے علیحدہ ہو گیا ترکستانِ روس کی بنیاد پڑی بلوچستان کا بعض حصہ ایران سے جدا ہو گیا اور ایران کی سرحد کے اس طرف اس نام کا ایک ملک بن گیا۔

خلیج فارس کے شیخ نشینوں کا بول بالا ہو گیا ایران کی مغربی سرحدوں میں ایران و روس اور عثمانی حکومت سے ارونڈ تک کی سرحدوں میں دوسرے ممالک کے نفع میں بہت زیادہ تغیرات رونما ہوتے۔

ناصر الدین شاہ کے ۵۰ سالہ دور حکومت میں ملک کے بہت سے روشن فکر، آزادی خواہ افراد کو قتل اور دربدر کیا گیا، رشوت خواری، فساد، القاب کی فروخت، مناصب و مقامات کی بخششیں حکومت کا معمولی کام تھا جس سے

حکومت کا خزانہ بالکل خالی ہو گیا۔

ناصر الدین شاہ کے ابتدائی زمانہ میں فرانس، اٹلی، آسٹریش، جرمنی جیسے یورپی ممالک کی حالت بڑی خراب تھی، برطانیہ و روس نسبتاً خود کفیل تھے لہذا دونوں نے دوسرے ممالک کی اندرونی کمزوریوں سے خوب فائدہ اٹھایا۔

محمد شاہ کے آخری اور ناصر الدین شاہ کے ابتدائی زمانہ میں برطانیہ کی حکومت نے ایران سے متعلق اپنی سیاست جاری رکھی اس طرف کھینچا بتدریج نئی کامیابیاں حاصل کرتی رہی اور ایران کے علاقے خصوصاً مشرقی حصہ میں اپنا اثر و نفوذ بڑھایا حکومت ایران نے معاہدوں کے ذریعہ برطانیہ کی رضامندی حاصل کی[1]

اسی طرح برطانیہ کے نمائندہ نے ناصر الدین شاہ کو امیر کبیر کے قتل پر ابھارنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔ اور چونکہ وہ امیر کبیر کو اپنے ملک کے مفادات کے لئے رخنہ سمجھتا تھا اس لئے امیر کبیر کو روس کی کٹھپتلی بتایا۔

مرزا آقا خان نوری کے کام آجانے سے انگریزوں کی ناکامی کی تلافی ہوگئی وہ دوسرا شخص تھا جس نے اعتماد الدولہ اور صدر اعظم جیسے القاب حاصل کئے اپنے بھائی اور بیٹے کے حکومت پر قبضہ جمانے سے اس کی گرفت حکومت پر اور مضبوط ہو گئی۔

اسی کے زمانہ میں ہرات پر تصرف ہوا بوشہر پر انگریزوں کا قبضہ ہوا جنگ کریمہ میں ایران بے طرف تھا اب سخت سیاست کا شکار ہو گیا "سر دار شیل" کی جگہ "سر چارلز موری" کو وزارت عظمی دی گئی ایران سے تیزی سے روابط بڑھانے کا مقصد درج ذیل اہداف تھے۔

---

[1] تاریخ تحولات سیاسی و روابط خارجی ایران جلد ا ص ۳۳۲

۱۔ انگریز امیدوار تھے کہ ایران سے اقتصادی فائدہ حاصل ہوگا۔

۲۔ انگریز اس بات پر کوشاں تھے کہ ایران کو مرعوب کر دیں تاکہ محمد شاہ کے زمانے میں روسیوں کو جو کامیابی ملی تھی دوبارہ نصیب نہ ہو۔

۳۔ افغانستان پر حکومت ایران کا نفوذ ختم ہو جائے ایران کے حکام افغانستان سے امید نہ رکھیں اور حکام افغانستان بھی ایران سے لو نہ لگائیں۔[۱]

استعمار کے چنگل سے ہندوستان نہ نکلنے پائے اس کے لئے انگریزوں نے مؤثر اقدامات کئے انھیں میں سے ایک قدم افغانستان کو ایران سے جدا کرنا تھا اس لئے کہ انگریز اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ افغانستان برصغیر کے لئے خطرہ ہے اس کے جدا ہو جانے سے یہ خطرہ ٹل جائے گا۔

انگلینڈ کے سفیر کی بہانابازی، سفارت خانوں کا بند ہونا، ۱۲۳۴ھ میں سفیر انگلینڈ "موری" کا خارج ہونا وغیرہ واقع ہوا سفارت خانہ کا بند ہونا گویا اعلان جنگ تھا جنگ کا حقیقی فاتح اگرچہ کریمہ تھا ایران پر اتنا دباؤ بڑھا کہ ہرات ایران سے نکل گیا۔

۱۲۳۵ھ میں خلیج فارس جنگی کشتیوں سے پٹ گیا اور جنگ کا آغاز ہو گیا جزیرہ خارک پر قبضہ ہوگیا بوشہر میں فوجیوں کی کامیابی کے بعد خرم شہر کا رخ کیا گیا۔

حکومت ایران جو اس بڑے حملہ کی منتظر نہ تھی متجاوزین کے آگے دفاع نہ کر سکی ناصرالدین شاہ کو ملت ایران کی بھی حمایت حاصل نہ تھی اور کسی دوسرے ملک سے مدد کی بھی امید نہ تھی لہٰذا وہ اس بات پر راضی ہوگیا کہ ہرات

---

[۱] تاریخ تحولات سیاسی و روابط خارجی ایران ڈاکٹر سید جلال الدین مدنی ج ۱ ص ۳۳۸

کو خالی کر دے ۔[1]

۱۲۳۶ھ فرانس کے توسط سے ایران و انگلینڈ میں صلح کا معاہدہ ہوا اس کے بعد نئے قسم کے روابط برقرار ہوئے ہرات خالی کر دیا گیا محمد خان نوری کو سات سال کی صدارت کے بعد معزول کر کے جلا وطن کر دیا گیا وہ جس طرح انگریزوں کی خوشی سے برسر اقتدار آیا تھا اسی طرح انگریزوں کی ناراضگی کی بنا پر ہٹا دیا گیا۔

بعض وجوہات کی بنا پر اب انگریزوں کا رویہ بھی بدلا ہوا تھا نرمی و رحمدلی کا اظہار کیا گیا اس تبدیلیٔ مزاج کی چند وجوہات ہیں؛

۱۔ ہندوستان میں مشکلات

۲۔ اقتصادی امتیازات کا حصول

۳۔ روس کے نفوذ کو روکنا

۴۔ حکومت افغانستان کو قوت عطا کرنا

لیکن انگریزوں کی جانب سے یہ تبدیلی زیادہ دنوں تک نہ رہی جنوب مشرق ایران کے بعض حصہ کا دعوی کیا گیا جس طرح افغانستان کو ایران سے علیحدہ کیا گیا تھا " خان کلات " نے اس حصہ کا دعویٰ کیا۔ انگلینڈ نے اس کی حمایت کی ایران پر دباؤ ڈالا کہ خان کلات کی حاکمیت قبول کرے ایران نے اس کی حاکمیت قبول کر لی۔ ایران کی کچھ زمین خان کلات کے حصے میں چلی گئی ۔[2]

" رویٹر " کے امتیاز کے مطابق ناصرالدین شاہ یورپ کے سفر پر گیا ایران کے تمام معاہدہ انگلینڈ و روس کے مفاد میں ہوتے ایران کے لوگوں پر ہر روز

---

[1] تاریخ تحولات سیاسی و روابط خارجی ایران ڈاکٹر سید جلال الدین مدنی ج ۱ ص ۲۵۲

[2] سیستان اور بلوچستان کا کچھ حصہ جو آج پاکستان کے قبضہ میں ہے۔

ایک نئی سختی بڑھتی تھی حکومت فوجی طاقت روز بروز کمزور ہوتی گئی۔

آبِ حیات

انگریزوں کے خونی پنجوں نے حکومت قاچار کی مدد سے جو ظلم ڈھائے اس سے لوگوں کی زندگی تاریک ہوگئی زندہ رہنا دشوار ہوگیا۔ گویا لوگ ایسے ویران چمن میں کھڑے تھے جیسے انگریزوں نے اپنے جوتوں کے روند ڈالا تھا اور وہ زرد پڑ گیا تھا۔

جنوب ایران سے خوشحالی بالکل اٹھ چکی تھی آگ و خون کا سماں ہر جگہ چھایا ہوا تھا لارستان کے بزرگوں کو بہت صدمہ تھا ان کی سمجھ میں اب صرف یہی آرہا تھا کہ ذات خدا سے لو لگائیں کیونکہ خدا کے علاوہ مشکلات دور کرنے والا اور کوئی نہ تھا صرف اسی کی ذات سے امید تھی۔

اس دور کے ولی فقیہ و مرجع تقلید جہان مرزا شیرازی تھے لوگوں نے اُن سے مدد کی درخواست کی آپ سے مدد طلب کرنا گویا دین خدا میں پناہ حاصل کرنا تھا لوگوں نے آپ سے التماس کیا کہ آپ حکومت قاچار کے پاس اپنا نمائندہ بھیجیں لہٰذا مرزا شیرازی نے ایک گروہ کو عتبات کی جانب روانہ کیا تاکہ اس بات کا اعلان ہو جائے کہ شیعہ فقیہ و مجاہد کے اندر ظلم و استبداد سے لڑنے کی قوت ہے اور یہی مرد مجاہد لارستان میں جامعہ اسلامی کی مدیریت و رہبری کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اس گروہ میں الحاج سید علی لاری ہیں جو حاج علی کبیر کے نام سے مشہور ہیں آپ لارستان کے نامدار مجاہدین میں سے ہیں لوگوں کی درخواست پر آپ نے

یہ زحمت برداشت کی۔

ایک صحیح مرد مجاہد فقیہ عالی قدر، سیاست مدار کو تلاش کر لینا آسان کام نہیں ہے ایسا مرد جو علمی اعتبار سے مجتہد ہو میدان عمل میں جز ذات خدا اور کسی سے نہ ڈرتا ہو وہی معاشرہ میں رہبری کا حق رکھتا ہے۔

لارستان کی ہیئت سے خطاب کرتے ہوئے مرزا شیرازی فرماتے ہیں، "اس وقت کسی بہت مناسب شخص کا علم نہیں ہے مجھے فرصت چاہیئے کہ کسی مناسب شخص کو آپ کے لیئے منتخب کروں"

یہ گروہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مرقد مطہر کی زیارت کے لیئے نجف اشرف گیا وہاں سید مرتضیٰ کشمیری سے ملاقات کی اپنی مشکلات کو بیان کیا التماس کیا کہ وہ مومنین لارستان کی رہبری کے لیئے تشریف لے چلیں سید مرتضیٰ طویل مدت سے سید عبدالحسین کو جانتے تھے اس مہم کے لیئے انھیں کو مناسب سمجھا لوگوں سے کہا وہ لارستان کی رہبری کے لیئے سید عبدالحسین کو لے جائیں جو نجف اشرف میں تدریس و تالیف و تحقیق میں مشغول ہیں۔

سید مرتضیٰ کشمیری لارستان کے مومنین کی راہنمائی و رہبری کے لیئے کسی ایسے ویسے شخص کا انتخاب نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ ایک فاضل، محقق، مجاہد، مبارز، متقی شخص کو اس مہم کے لیئے روانہ کرنا چاہتے تھے سید عبدالحسین لاری کے مقام و منزلت سے آپ بخوبی واقف تھے آپ جانتے تھے کہ لارستان کے لوگوں کو قاچار کے ظلم و ستم سے نجات دلانا صرف عبدالحسین لاری کا ہی کام ہے[1]۔

---

[1] مرحوم سید مرتضیٰ کشمیری تہذیب نفس میں صاحب کرامت تھے

جس وقت آیۃ اللہ سید عبد الحسین موسوی لاری سے لارستان چلنے کی درخواست کی گئی آپ کی عمر ۵۴ سال تھی اس وقت آپ نجف اشرف کے بزرگ اساتذہ میں سے تھے اسی بنا پر آپ نے لارستان چلنے سے انکار کر دیا۔

الحاج سید علی کبیر جو مردان مجاہد سے واقفیت رکھتے تھے پہلی نگاہ میں ہی سید عبد الحسین لاری کے اندر رہبری کی لیاقت دیکھی چنانچہ لارستان کی رہبری کے لیئے آپ ہی کا انتخاب کیا سید عبد الحسین کی ہیبت و منزلت سے سید علی کبیر کو ایک خاص عشق و محبت تھی۔

سید عبد الحسین نے لارستان جانے سے انکار کر دیا تھا لیکن سید علی کبیر کے دل میں امید کی کرن باقی تھی۔ خدا کی ذات سے دعا گو تھے کہ سید عبد الحسین کے دل کو نرم کر دے کہ وہ لارستان کی ہجرت پر آمادہ ہو جائیں آپ اس فکر میں تھے کہ عبد الحسین کو کس طرح لارستان کے سفر پر آمادہ کریں تاکہ لارستان کی سرزمین ایسے مرد مجاہد سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہو اسی سلسلہ

سید عباس لاری کہتے ہیں: نجف اشرف میں ایک دن رمضان المبارک کی شام کو میں نے افطار کا سامان اپنے کمرے میں رکھا نماز مغربین کے لئے باہر گیا جب واپس آیا تو کنجی نہیں تھی بہت تلاش کیا لیکن کنجی نہ ملی بھوک سے برا حال تھا حرم مطہر آیا دیکھا کہ سید مرتضیٰ کشمیری اعلی مقامہ کھڑے ہیں میری پریشانی پوچھی میں نے اپنی مشکل بیان کی میرے ساتھ مدرسہ آئے کمرے کے پاس کھڑے ہو کر کہا لوگ کہتے ہیں کہ مادر موسیٰ کا نام لو تو تالا کھل جاتا ہے کیا ہماری جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ ان سے کم ہیں؟ تالے پر ہاتھ رکھ کر کہا یا فاطمہ دروازہ کھل گیا۔ (داستانہای شگفت آیۃ اللہ دستغیب ص ۱۸۸)

میں سید علی کبیر نجف سے سامرا گئے پورا واقعہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا شیرازی سے بیان کیا۔

امت اسلامی کے رہبر آیۃ اللہ شیرازی جنوب ایران کے حساس منطقہ اور استعمار کے مقابلہ میں اس کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔

اس سرزمین کے لوگوں نے ایرانی اقتصاد کی فلاح وبہبود میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں اور تحریم تنباکو پر جو اہم کام کئے ہیں ان سے مرزا شیرازی خوب واقفیت رکھتے تھے جیسے سید علی اکبر نے لوگوں کو عمومی جہاد کی دعوت دے کر دشمن کی آنکھوں سے نیند حرام کر دی۔

فتوائے تحریم تنباکو زیادہ روز نہیں گزرے تھے یہ ایسا فتویٰ تھا جس سے ملک کے اندر رہنے والے بے دینوں اور ملک کے باہر رہنے والے عزوں کے اندر اضطراب و بے چینی تھی اس فتوے نے اعلان کر دیا کہ شیعوں کی جانب سے کتنا بڑا خطرہ ہوسکتا ہے دشمن اس فتوے کے بعد بالکل ٹوٹ کھلا گیا اس لئے کہ اس نے طویل مدت کے بعد جو کچھ حاصل کیا تھا وہ سب ایک لمحہ کے اندر برباد ہوگیا۔

استعمار کے اشاروں پر چلنے والے قاچار نے سید علی اکبر مجتہد کو بصرہ شہر بدر کر دیا تاکہ جنوب ایران سے رہبری ختم ہو جائے اور حکومت کی گرفت مزید بڑھ جائے لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ اس سرزمین پر ایک نیا رہبر معین کیا جائے مرزا شیرازی نے سید لاری کو ایک خط لکھا جس میں جنوب ایران کے واقعات وحالات سے باخبر کیا گیا تھا ولایت فقیہ کے مقام ومنزلت سے استفادہ کرتے ہوئے آپ نے حکم دیا کہ سید لاری لارستان کی جانب ہجرت کریں [1]

---

[1] شجرہ طیبہ ص۷

استاد کے مقام و ولی فقیہ کی عظمت جاننے والے سید عبدالحسین کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ہجرت کے حکم کو قبول کریں اب جو لوگوں نے لارستان چلنے کو کہا تو آپ نے لبیک کہا۔

آیۃ اللہ عبدالحسین کے لارستان آنے کے سلسلہ میں جو لوگوں نے خط لکھا تھا اس میں موجود ہے۔

"فارس کے بزرگوں نے استدعا کی کہ جناب عالی ہمیشہ کے لئے لارستان آجائیں اطراف کے لوگ چاہتے ہیں کہ آپ وہاں آکر دشمنوں کے شر سے نجات دلائیں۔

حضرت مستطاب مصدر الانام جناب مرزا شیرازی مدظلہ العالی نے بھی جناب عالی کی تشریف آوری کی رضایت دے دی ہے"۔

سید عبدالحسین لاری خط کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔[۱]

"مستغیثین کے اغاثہ کو قبول کیا مومنین کی دعوت کو اجابت کا جامہ پہنایا اللہ کی راہ میں جہاد امت اسلامیہ کا اولین فریضہ ہے"

حقیر عبدالحسین الموسوی [۱]

---

[۱] شجرہ طیبہ ص ۲۹

ہجرت

سید عبد الحسین کی ہجرت سے لارستان کے سوکھے ہوئے چمن میں پھر سے ہریالی آگئی خزاں بہار میں بدل گئی لوگوں کے مردہ دلوں میں جوش و ہوش پھر سے اجاگر ہوگیا وہ لوگ جو خشکی میں تھے۔ اب مسجدوں کی میناروں پر کھڑے ہو کر دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔

۱۳۰۹ھ میں سید عبد الحسین موسوی لاری نے نجف اشرف کو خیر آباد کہہ کر لارستان کی جانب کوچ کیا آپ کی ہجرت کے وقت سید علی کبیر اطان کے ہمراہ انجمن سے خطاب کرتے ہوئے مرزا شیرازی فرماتے ہیں؛

"سید عبد الحسین کو لارستان لے جانے سے گویا نجف اشرف ہی لارستان چلا گیا گہوارہ علم و دانش کو فضل و علم سے خالی چھوڑ دیا ہے" [۱]

مرزا شیرازی کے اس بیان سے سید عبد الحسین کی علمی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے آپ کی شخصیت ایسی تھی کہ آپ کے نجف سے چلے جانے کے بعد گویا پورا حوزۂ علمیہ خالی ہوگیا نجفِ اشرف نے مقدس و محبوب شخص کو کھو دیا لیکن یہ وہ مرحلہ تھا کہ علم دین حاصل کرنے کے بعد اسے عملی جامہ پہنایا جائے۔

دین اس بات کا تقاضہ کر رہا تھا کہ مرد مجاہد و بے خوف حدود الٰہی کا اجرا کرے معاشرہ میں اخلاق و دستورات دین کا رواج پیدا کرے مسلمانوں

---

[۱] ولایت فقیہ ص۳۰

کو دشمنوں کی حرکات سے آگاہ کرے سید عبدالحسین وہ نادر افراد میں سے ہیں جنہوں نے جنوب ایران میں اس وظیفۂ خطیر کو انجام دیا آپ کے اندر کبرو غرور، حسد کا ذرا بھی گذر نہیں تھا آپ کے اندر ایثار و خود گذشتگی کا جذبہ بہت زیادہ تھا آپ کے اندر وہ تمام صفات موجود تھے جو ایک مرجع وقت میں ہونے چاہیئے۔

ابھی عنقریب ہی تنباکو کے فتوے کو کامیابی حاصل ہوئی تھی لہٰذا ضرورت تھی کہ لوگوں کے اندر روحانیت و علماء کا مقام باقی رہے اگرچہ نجف اشرف و حوزۂ علمیہ سے سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

مرزا شیرازی کی مرجعیت سے حوزہ علمیہ سامراء کی کمی پوری ہو گئی اگر سید عبدالحسین موسوی نجف اشرف میں رہتے تو بلند ترین مدارج علمی حاصل کرتے لیکن خدا کی راہ میں جہاد کرنا بڑا سخت مرحلہ تھا لہٰذا آپ نے واجب شرعی کے عنوان سے اسے انجام دیا جنوب ایران کے محروم و ستم دیدہ لوگوں کو استعمار کے چنگل سے نجات دلایا۔[1]

تہذیب و تمدن کا عروج:

ایران کی سرزمین پر پہلی صدی ہجری (۱۳ھ-۲۳ھ) عمر بن خطاب کی خلافت

---

[1] سید عبدالحسین موسوی کے بارے میں الحاج ملا کنی علی تہرانی، شیخ جعفر شوشتری، شیخ مہدی یزدی، سید مرتضیٰ کشمیری، سید محمد بحرینی جیسے جید علماء فرماتے ہیں کہ اگر آپ نجف اشرف سے باہر نہ جاتے تو تمام علماء گمنام ہو جاتے اور آپ خود نامور جہان بن جاتے تمام علماء و فضلاء تحت الشعاع میں چلے جاتے"۔ ولایت فقیہ ص ۳۰

کے زمانہ میں اسلام کا آغاز ہوا یہ دور ساسانیان کی حکمرانی کا دور تھا۔ ایران میں اسلام تہذیبی ترقی سے شروع ہوا ایرانی جو زردشتی سے تنگ آگئے تھے اسلام کو قبول کر لیا توحید کے معتقد ہو گئے اسلام وہ دین ہے جس کی حقانیت پر عقل و فطرت جیسے گواہ گواہی دیتے ہیں۔

پہلی صدی سے تیسری صدی تک ایران کے بہت سے علاقوں میں منجملہ لُر پر خلفاء کا اختیار تھا یہاں کے لوگ خراج کو وزروانہ کرتے تھے لیکن تیسری صدی ہجری میں دو بھائی منصور و بدر نے لُر کی بہت سی زمین پر قبضہ کر لیا۔[1]

قاچاریوں کے حملے سے پہلے پوری زمین پر لُرستان کے والی کا قبضہ تھا خرّم آباد مرکز تھا لیکن قاچاریوں کے حاکم ہونے کے بعد اس سرزمین پر بہت زیادہ تبدیلی رونما ہوئی۔[2]

کریم خان زند نے ملک کی آشفتگی سے استفادہ کرتے ہوئے جنوب ایران پر اقتدار جما لیا یہ ایک شیعہ مسلمان تھا علماء کی حمایت کرتا تھا محمد خان قاچار نے اسے برطرف کر دیا قاچاریہ خاندان کا بانی یہی محمد خان تھا اس کے دل میں لُر کے زندیہ خاندان سے کینہ تھا جس کی وجہ سے دشمنی پر تُلا رہتا تھا جس طریقہ سے بھی ممکن ہوتا تھا قوم لُر کو کمزور بناتا تھا چنانچہ فارس کے کچھ لُر منجملہ زندیہ کو قم کے اطراف میں تبعید کر دیا لُرستان کے بعد قبیلوں کو قزوین کی جانب بھگا دیا۔

اسی طرح چونکہ محمد خان قاچار، والیان لُرستان کو اپنا رقیب خیال کرتا

۱؎ قوم لُر ڈاکٹر سکندر بہاروند ص۴۷
۲؎ قوم لُر ڈاکٹر سکندر بہاروند ص۸۲

تھا لہذا ہر وقت انھیں کمزور بنانے کی کوشش کرتا تھا اس کے جانشین فتح علی شاہ نے لُرستان کے ٹکڑے کر دیئے لہذا پُشت کوہ کو جدا کر کے والیان کے نفوذ کو وہیں منحصر کر دیا اس کے بعد پُشت کوہ پر قاچار شاہزادوں کی نگرانی میں حکمرانی ہونے لگی ۔

تہران سے قاچار حکام لُرستان گئے اور وہاں لوگوں کے مال واسباب لوٹنے میں مشغول ہو گئے کوئی ایسا ظلم نہ تھا جو وہاں کے لوگوں پر نہ ڈھایا ہو[۱]
خلیج فارس کے جنوب میں ساحلی علاقہ کو لُرستان کہتے ہیں جو بندر گنگان سے بندر عباس تک ہے فارس کے لُرنشین لوگوں میں سے ایک شہر کا نام لار ہے یہیں پر سید عبدالحسین لاری نے قصد اقامت کیا تھا اور وہاں کے لوگوں میں اقتصادی، سماجی، تہذیبی اصلاح کی تھی ۔

علماء جو پیغام الٰہی کے پہونچانے والے اور رسول اکرمؐ کے مشن کی حفاظت کرنے والے ہیں جامعہ وسماج کی اصلاح کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے ہیں لوگوں کے دلوں میں اخلاقی، اقتصادی، اجتماعی تعلیمات کو روشن کیا ہے ۔

سید عبدالحسین موسوی نے لارستان میں اہداف عالیہ تک رسائی کے لئے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وہاں حوزۂ علمیہ کی بنیاد ڈالی جس کی وجہ سے طلاب و محققین کا اجتماع ہونے لگا جنوب ایران واطراف سے لوگ وہاں آنے لگے

---

[۱] قوم لُر کے صفحہ ۸۲ کے آگے ہے کہ لُرستان کے لوگوں پر قاچار کا ظلم بڑھ گیا جس کی وجہ سے طغیانی و بربریت کا بازار گرم ہو گیا ناصر الدین شاہ کے قتل کے بعد زندگی بالکل دشوار ہو گئی اب احکام قاچار کے لئے خرم آباد جانا مشکل ہو گیا ۔

جن میں خاص یہ شہر ہیں۔

۱۔ داراب

۲۔ جہرم

۳۔ فسا

۴۔ شیراز

۵۔ بوشہر

۶۔ بندعباس

۷۔ کرمان

۸۔ سیرجان

۹۔ بندرلنگہ

۱۰۔ ملک سے باہر جیسے ہندوستان

حوزۂ علمیہ لار میں طلاب کثرت سے آنے لگے لار میں طلاب کا آنا اور ملک سے باہر علم حاصل کرنے کے لئے جانے میں بڑا فرق تھا کیونکہ جب کوئی سے طالب علم ایران سے باہر تحصیل علم کے لئے جاتا تھا تو واپس آنے کے بعد اس کے ذہن پر مغرب کی چھاپ ہوتی تھی وہ یورپ کو نمونہ اور آئیڈیل مانتا تھا۔

آیۃ اللہ لاری نے علوم اسلامی کی نشر واشاعت شروع کر دی لوگوں کو دین سے آگاہی اور بے دینی سے دوری کا طریقہ بتایا حدود الٰہی کی معرفت کرائی علماء ایران کے اس پرانے طریقہ پر عمل کیا کہ دھیرے دھیرے اسلامی تعلیمات کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں ظالم حکام کے خلاف جنگ کی آگ روشن کریں۔ دین سے معلومات بے دینی کی شاخ کو خشک کر دیتی ہے آیۃ اللہ لاری نے حوزہ علمیہ کی بنیاد ڈال کر اہم کام کیا تاکہ سماج گوناگوں بیماری سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے

سید عبدالحسین لاری نے دنیائے شیعیت کی اہم شخصیتوں کی تربیت کی منجملہ:

۱۔ سید عبدالباقی موسوی شیرازی
۲۔ سید عبدالمحمد موسوی لاری
۳۔ سید محمد مجتہد لاری
۴۔ سید احمد مجتہد فال اسیری
۵۔ سید عبدالمحسن مہری
۶۔ سید اسداللہ اصفہانی
۷۔ سید ابوالحسن لاری
۸۔ سید محمد سہرجانی
۹۔ سید محمد علی شریعتمداری جہرمی
۱۰۔ شیخ محمد حسین لاری
۱۱۔ شیخ عبدالحمید مہاجر لواجانی

یہ بزرگ علمی ہستیاں تھیں جنہوں نے سید عبدالحسین لاری کے حوزۂ علمیہ سے فارغ التحصیل ہونے کی سند حاصل کی تھیں اب ان لوگوں نے استاد کی مدد کرنی شروع کردی خود لارستان کے حوزۂ علمیہ کی بنیاد ڈالنے والے سید عبدالحسین حوزۂ علمیہ نجف اشرف کے فقہاء میں سے تھے لیکن زمانے کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے لارستان کا سفر کیا تھا آپ نے درج ذیل علماء سے اجتہاد کی سند حاصل کی تھی۔

۱۔ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا محمد حسن شیرازی
۲۔ حضرت آیۃ اللہ الحاج شیخ لطف اللہ مازندرانی

۳۔ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ محمد فاضل اروانی

سید عبد الحسین لاری اپنے زمانے کے مشہور فقیہ تھے آپ نے لارستان میں بہت سے فقیہ کی تربیت کی تاکہ درجۂ اجتہاد پر فائز ہوں اور آئندہ چل کر مرجع تقلید جہان بنیں۔

فقہ سیاسی

زمانۂ قدیم سے آج تک افراد بشر کی یہی خواہش رہی ہے کہ عدل وانصاف کی حکومت قائم ہو جو لوگوں کی ضروریات ومطلوبات کو پوری کر سکے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دو قسم کے افراد ہیں کچھ افلاطون وارسطو کے فکر والے جو سعادت اخروی کی فکر کرتے ہیں اور کچھ اپیکوری جیسی فکر والے جو صرف دنیا کی خوشی کو سب کچھ جانتے ہیں ان فکروں کا اختلاف دراصل کمال مطلوب وسعادت حقیقی میں ہے افلاطون جیسے مفکر چونکہ اعلیٰ وبہتر دنیا کے قائل ہیں لہذا سعادت دنیوی سے بالاتر بھی سعادت کو جانتے ہیں لیکن چونکہ اپیکوری جیسے مادہ پرست پست دنیا سے بلندی کی طرف قدم نہیں بڑھا سکتے لہذا اسی پست دنیا کی خوشی کو ہی سب کچھ خیال کرتے ہیں۔

پیامبران گرامی وانبیاء الٰہی جو افراد بشر میں بلند ترین مقام کے حامل تھے افراد بشر کے لئے ایسے راستوں کا انتخاب کیا جس سے لوگ اپنے مطلوب تک بھی پہونچ جائیں اور خدا تک رسائی بھی حاصل ہو جائے اس میدان میں انبیاء نے دوسروں سے زیادہ قدم آگے بڑھائے خطرات کا سامنا کیا بعض انبیاء کرام نے بطور احسن قانون بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

اسی مقدس ہدف کی خاطر رسول اکرم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اور بہت تھوڑی مدت میں ایک اسلامی ملک کی بنیاد ڈال دی۔

الٰہی فلاسفہ جیسے فارابی وغیرہ نے اسلامی اہداف وراہ انبیاء کی تکمیل کے لیے بڑی جدوجہد کی بہت سی علمی کتب تالیف کی متکلمین حضرات نے دین کے سلسلہ میں بحث ومناظرہ کر کے دین کی حقانیت کو ثابت کیا اس سلسلہ میں کثیر تعداد میں کتابیں تالیف کیں۔

ولایت فقیہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد، اسلامی سرزمین پر غیر مسلم کے حقوق وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی گئی اور اپنے اپنے نظریہ کے مطابق دلیل قائم کی چند کے اسمائے گرامی ان کی گرانقدر تالیف کے ساتھ درج کئے جارہے ہیں۔

۱۔ شیخ کلینی۔ اصول کافی (متوفی ۳۲۹)
۲۔ ابن جنید اسکافی تہذیب الشیعہ لاحکام الشریعۃ (متوفی ۳۸۱)
۳۔ شیخ صدوق۔ من لایحضرہ الفقیہ (متوفی ۳۸۰)
۴۔ شیخ مفید۔ المقنعہ (متوفی ۴۱۳)
۵۔ حمزہ بن عبدالعزیز دیلمی۔ مراسم (متوفی ۴۴۸ یا ۴۶۳)
۶۔ شیخ ابوالصلاح حلبی۔ کافی (متوفی ۴۴۷)
۷۔ شیخ الطایفہ ابوجعفر طوسی۔ النہایہ (متوفی ۳۸۵۔۴۶۰)
۸۔ قاضی عبدالعزیز حلبی۔ المہذب (متوفی ۴۸۱)
۹۔ ابن حمزہ عمادالدین طوسی۔ وسیلہ (متوفی ۵۰۵)
۱۰۔ قطب الدین راوندی۔ فقہ القرآن (متوفی ۵۷۲)
۱۱۔ محمد ابن ادریس حلی۔ السرائر

۱۲۔ خواجہ نصیر الدین طوسی ۔ ۱۔ اخلاق ناصری ۲۔ تلخیص المحصل

۱۳۔ محقق حلی ۔ شرائع الاسلام (متوفی ۶۷۶)

۱۴۔ علامہ حلی ۔ ۱۔ تذکرۃ الفقہاء ۲۔ مختلف الشیعہ ۳۔ تحریر الاحکام ۴۔ قواعد ۔ ۵۔ تبصرۃ المتعلمین ۶۔ منتہی المطلب فی تحقیق المذہب (متوفی ۷۲۶)

۱۵۔ فخر المحققین (علامہ حلی کے فرزند)۔ ایضاح الفوائد فی شرح القواعد (متوفی ۷۷۱)

۱۶۔ شہید اول ۔ ۱۔ بیان ۲۔ دروس ۳۔ ذکری (شہادت ۷۸۶)

۱۷۔ فاضل مقداد ۔ تنقیح الرائع فی شرح مختصر النافع (متوفی ۸۲۹)

۱۸۔ احمد بن فہد حلی اسدی ۔ مہذب البارع فی شرح مختصر النافع (متوفی ۸۴۱)

۱۹۔ مقدس اردبیلی ۔ مجمع الفائدہ والبرہان (متوفی ۹۹۳)

۲۰۔ محقق ثانی (محقق کرکی) جامع المقاصد فی شرح القواعد (متوفی ۹۴۰)

۲۱۔ شہید ثانی ۔ ۱۔ شرح لمعہ ۲۔ مسالک الافہام (شہادت ۹۶۶) ۱؎

علماء شیعہ کی یہ سیرت رہی ہے کہ ہر دور میں فقہ سیاسی کو اس کی ضرورت کے مطابق زندہ کیا ہے سید عبد الحسین لاری نے بھی اس سیرت کو باقی رکھا استدلالی کتابیں تالیف کیں آپ نے زمانے کی ضرورت کے لحاظ سے اہم بحثوں کو فقہ سیاسی میں بیان کیا ہے ۔ فقہ سیاسی میں درج ذیل کتب قابل ذکر ہیں:۔

۱۔ آیات الظالمین

۲۔ ہدایت الطالبین

۱؎ ولایت فقیہ از دیدگاہ فقہاء اسلام تالیف احمد آذری قمی میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ تعلیقات المکاسب
۴۔ جواہر الکلام، کتاب القضا پر تعلیقہ
۵۔ بحار الانوار، وسائل الشیعہ اور کافی پر تعلیقہ

سید عبدالحسین بھی دوسرے علماء کی طرح ولایت فقیہ کے معتقد تھے دین وسیاست کو جدا رکھنا استعماری سازش جانتے تھے۔ اپنے نظریہ کو "تعلیقات المکاسب" میں ثابت کیا ہے فقیہ جامع الشرائط کو آپ امام زمانہ کا نمائندہ جانتے تھے جو زمانہ غیبت کبریٰ میں امام زمانہؑ کے نائب ہوتے ہیں ان کا کام سماج میں اسلامی احکام کی ترویج واجراء ہے۔

ظالم وجابر حکومت ونظام جیسے حکومت قاچار کو آپ قانونی حکومت نہیں مانتے تھے لہذا خود حکومت تشکیل دینا چاہتے تھے تاکہ معاشرہ میں الٰہی حکومت قائم ہو سکے آپ کی خواہش تھی کہ ایسی حکومت قائم ہو جس میں فقہ سیاسی اسلام کا ہر طرح سے بول بالا ہو جنوب ایران کے لوگوں میں دوبارہ امید کی کرن پھوٹے اس سلسلہ میں آپ نے لوگوں کو فوجی ٹریننگ دلائی لوگوں کو مسلح کیا یہ فوجی بعد میں "سید لاری کے فوجی" کے نام سے مشہور ہوئے۔

سید بزرگوار فقہی مسائل کو عبادت کی نگاہ سے دیکھنے کے علاوہ سیاسی واجتماعی نگاہ سے بھی دیکھتے تھے ولایت فقیہ کے معتقد تھے امر بالمعروف ونہی عن المنکر، نماز جمعہ کے قیام کو واجب ولازم جانتے تھے۔

نماز جمعہ عبادی وسیاسی نماز ہے ہفتہ میں ایک بار سماج کے پیکر میں یہ روح عبادت بخشتی ہے ہر روز نماز یومیہ کو با جماعت ادا کیا جائے ہفتہ میں ایک بار نماز جمعہ کے لئے لوگ جمع ہوں مسلمانوں کے حالات سے آگاہی حاصل کریں سال میں ایک بار حج کی صورت میں تمام دنیا کے مسلمان

مکہ مکرمہ میں اجتماع کریں مسلمانان جہان کے مسائل سے آگاہ ہوں ایک دوسرے کی مشکلات کو دور کریں۔

نماز جماعت، نماز جمعہ اور حج اسلامی معاشرہ کی رگ میں ایسا گرم خون ہے جس سے اجتماعی/سماجی بقاء کی ضمانت ہوتی ہے ایمان خدا و وحدانیت کا یہ بہترین نمونہ ہے۔

فقہ سیاسی اسلام میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایک اصل ہے ایسی اصل جسے انبیاء کرام وبرگزیدگان الٰہی نے انجام دیا ہے۔امر بالمعروف واجب کو مستحکم واخلاق کو بلند کرتا ہے نہی عن المنکر مخالفان خدا سے نفرت کو ظاہر کرتا ہے اس کے ذریعہ معصیت کاروں کے خلاف قیام کا جذبہ اور ان کی ہدایت کی خواہش اور باطل کے طرفداروں کی نابودی کا ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

رعد

لارستان کے مجتہد کا یہ دور ایسا ہے کہ ایران وعراق میں تشیع نے فقہ سیاسی کو تصویری کے ساتھ عملی جامعہ پہنایا ہے اس سلسلہ میں خود اجتہاد نے کافی قوت عطا کی ہے۔ شیعہ فقہاء نے سیاسی اصول سے استفادہ کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کی ہے ان کی کوشش تھی کہ وہ ممالک جہاں کثرت سے مسلمان آباد ہیں وہاں اسلامی حکومت قائم ہو اسی سلسلہ میں تنباکو کی حرمت کا فتویٰ ہے اس کے بعد عراق میں انقلاب رونما ہوا۔

شیخ انصاری کی فقہی نبوغ وزمانے کے متقی وپرہیزگار علماء کی سعی

نے وہ اسباب فراہم کئے کہ شیعہ مرجعیت ایک فرد میں منحصر ہوگئی سیاسی قدرت اقتصادی واجتماعی طاقت شیخ انصاری میں متمرکز ہوگئی شیخ انصاری کی رحلت کے بعد مرجعیت کے لئے آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا محمد حسن شیرازی سے بہتر کوئی نہ تھا۔

مرزا شیرازی نے تنباکو کی حرمت کا فتویٰ دیا ساری دنیا کے علماء نے حمایت کی جس کی وجہ سے بادشاہ قاچار کے دربار میں بھی تنباکو سے پرہیز ہوا اس فتوی سے دنیا کو معلوم ہوا کہ شیعہ عالم کے حکم میں کتنی طاقت ہے۔

ناصر الدین شاہ نے انگریزوں اور روسیوں کو تمام اختیارات دے دیئے تھے منجملہ ریلوے، ٹرانسپورٹ، کشتی رانی، بینک وغیرہ۔

جمادی الاول ۱۲۸۹ھ میں روئیٹر کو ایسا اختیار دیا گیا جو مشہور ہوگیا "ایران کی سند مالکیت دے دی گئی ہے" لارڈ کرزن نے اسے ایران کی جانب سے بخشش کا نام دیا سپہ سالار ایران نے اس اعطار کا مقابلہ میں جو رقم انگریزوں سے رشوت کے طور پر لی اس سے ۱۲۹۰ھ میں اس نے روس ہوتے ہوئے یورپ کا سفر کیا۔ روس کے پایہ تخت میں اس اعطار پر شدید اعتراض ہوا جس کے نتیجہ میں ایران کی جانب سے ایک اور بنبت اختیار روس کو بھی دے دیا گیا۔

ناصر الدین شاہ نے انگریزوں کی اتنی خدمت کی کہ خوش ہو کر انگریزوں نے اپنے دربار کا بلند ترین تمغہ دیا جو گارٹر (GARTER) کے نام سے مشہور ہے ناصر الدین شاہ نے انگلینڈ میں بھی ایرانی مسلمانوں کی خونریزی پر خوشی کا اظہار کیا ایک دن اس نے خواہش ظاہر کی کہ کسی شخص کو اس کے سامنے پھانسی دی جائے تاکہ وہ خوش ہو سکے۔

درحقیقت ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک روز ناصر الدین شاہ

نیوگیٹ جیل کا معائنہ کرنے گیا جیل کے نگراں نے بتایا کہ آج کوئی ایسا مجرم نہیں ہے جس کی گردن اڑائی جائے ناصر الدین شاہ کو بہت غصّہ آیا چونکہ اس کے ساتھ انگریز بھی تھے لہٰذا وہ چاہتا تھا کہ بادشاہ ایران کی شان وشوکت ظاہر کرنے کے لئے کسی کو پھانسی دی جائے اپنے دو ایرانی درباری سے بادشاہ نے فارسی میں کچھ کہا دونوں درباری گئے فوراً ایک شخص کو پکڑ کر لائے کہ اسے پھانسی دی جائے بادشاہ نے انگریزوں کے سامنے اپنا رعب و دبدبہ دکھانے کے خاطر پھانسی کا حکم دیا لوگوں کے اصرار وسفارش پر بڑی مشکل سے اس بے گناہ کو چھوڑا گیا۔

ابھی ان اختیارات کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ۱۳۰۷ھ میں انگریزوں کو ایک اور اختیار دیا گیا جس ملک کے پاس بھی تھوڑی سی دولت تھی اس نے ایران کو دے کر خرید لیا ان پیسوں سے شاہ ایران نے باہر ملکوں کا دورہ کیا ان دوروں کو اس نے ترقی یافتہ ممالک کے دورے کا نام دیا جس سے ایران کی ترقی ہو لیکن خود اس کے سفرناموں سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ تمام دورے صرف سیر وتفریح وعیاشی کے لئے تھے نہ کہ ملک کی ترقی کے لئے۔

ایران کے ایسے حالات تھے کہ ہر غیور مسلمان خون کے آنسو روتا تھا فقرو تنگدستی اس طرح تھی کہ زندگی بسر کرنا مشکل ہو گیا تھا غیرملکیوں کو جو امتیازات دیئے گئے تھے اس سے زندگی اور بھی دشوار ہو گئی تھی۔

ایران کے ہمدرد افراد، علماء، فضلاء منجملہ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا شیرازی سید جمال الدین الہ آبادی وغیرہ اس کوشش میں تھے کہ کس طرح یہ نازیبا حرکتیں بند ہوں چنانچہ مرزا شیرازی نے حرمت تنباکو کا فتویٰ دیا علماء تہران اور دوسرے علماء نے حمایت کی جس سے ظلم واستبداد کی کمر ٹوٹ گئی۔ شاہ کے لئے سوائے

اس کے کوئی چارہ نہ رہا کہ مرزا شیرازی کے سیاسی الٰہی فتوے کو قبول کرے لیکن ملت ایران کی نجات کے لئے صرف یہ کام کافی نہ تھا ضرورت اس بات کی تھی کہ مزید کام کیا جائے۔ شاہ کو بہت نصیحت کی گئی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اس نے ایران اسلامی کو پچاس سال تک ظلم کے دلدل میں رکھا ۱۳۱۳ھ میں مرزا رضا کرمانی نے دلیری کا ثبوت دیا اور ناصر الدین شاہ کے دل میں ایسی گولی ماری کہ اس کا دل چھلنی ہو گیا اس کے مرنے کے بعد اب ۵۰ سال سے ظلم کی چکی میں پستی ہوئی ایرانی عوام کو نجات ملی گویا ایسا ہے کہ جو عذاب کا وعدہ قوم ثمود کے لئے کیا گیا تھا وہ پورا ہو گیا شاہ ایران کو اس وقت گولی لگی جب وہ اپنی حکومت کے پچاسویں سالانہ جشن کی خوشیاں منا رہا تھا۔

زیارت

۱۳۱۵ھ میں سید لارکی نے حج بیت اللہ الحرام کا قصد کیا یہ وہ مقام ہے جہاں اہل ایمان کی تمام آرزویں پوری ہوتی ہیں فیوضات الٰہی یہاں پر اپنے عروج پر ہوتا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں بندگان خدا کی تمام دعائیں مستجاب ہوتی ہیں زمین کا کوئی خطہ اس سے بڑھ کر نہیں ہے۔

رخصت ہوتے وقت مومنین کی بہت بڑی تعداد جن میں متقی و پرہیزگار سید محمد عالم بحرینی بھی تھے آپ کو چھوڑنے کے لئے آئے موج مارتا ہوا مجمع جس میں ایسے سچے و مخلص بندے تھے جو عالم و سادات کرام کا بہت احترام کرتے تھے آپ کو لوگوں نے پروانوں کی طرح گھیرے میں لے لیا

تھا ہر شخص اپنی زبان سے اظہار محبت و ہمدردی کر رہا تھا سب کے سب راز دل کو بیان کر رہے تھے تاکہ سید لاری سب کی آرزوؤں کو خدائے جہان آخرین کے سامنے پیش کریں۔

سید بزرگوار رخصت ہوتے آپ کے دل میں ایسے مومنین کی یادیں ہیں جو عدل و انصاف کی حکومت پسند کرتے ہیں خاندان رسالت کے پیروکار ہیں علماء دین کو اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں۔ خانہ خدا میں، مقام ابراہیم، طواف، مشعر، عرفات کے مقامات پر سید لاری نے اپنی و اپنے ساتھیوں کی نیک بختی و سعادت کے لیئے دعا کی۔ قاچار کے ظلم سے نجات و حق کی باطل پر کامیابی کے لیئے آپ نے دعائیں کیں اگرچہ سید لاری لارستان کے مومنین سے دور تھے لیکن کبھی بھی مومنین کی یاد سے غافل نہ ہوتے ہر مقام پر آپ نے مومنین لارستان کے لیئے دعا کی گویا مومنین لارستان کی جانب سے حج کے لیئے آپ نمائندہ کے طور پر آئے ہیں۔

حرم حضرت رسول اکرمؐ و آئمہ بقیع کی بھی زیارات آپ نے لارستان کے مومنین کی جانب سے بجالائیں لارستان کے مومنین کے درد دل کو معصومین علیہم السلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔

آیۃ اللہ کرمانی اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے نقل کرتے ہیں: ایک رات ہم لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے سید لاری نے فرمایا ایک مشکل کو نہیں بیان کیا آدھی رات کو نماز میں مشغول ہو گئے نماز بعد حضرت امام زمانہ عجؑ کا دیدار کیا آپ کے نور اقدس سے فیض یاب ہوتے میں نے بھی اس نور کا مشاہدہ کیا جس سے سید لاری منور تھے میں نے وہ آواز بھی سنی جو سید لاری سے ہم کلام تھی لیکن میں نے تمام باتیں نہیں سنیں گویا

میں نے اپنے ہوش و حواس ہی گم کر دیئے تھے۔

حضرت ولی عصر ارواحنا لہ الفدا سے ملاقات کے بعد مجھ سے بتایا کہ امام نے میرے مسئلہ کو حل کر دیا ہے۔[1]

امام زمانہؑ کی زیارت کوئی معمولی بات نہیں ہے ہر کوئی ملاقات سے شرف یاب نہیں ہوتا وہی لوگ ملاقات سے شرف یاب ہوتے ہیں جو معنوی عرفان رکھتے ہیں نفس کو گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں اپنے دل کو اس طرح صیقل دیتے ہیں کہ انوار الٰہی کو دریافت کر سکیں۔ سید عبدالحسین لاری نے دوران طلبگی ہی اپنا نام امام زمانہؑ کے سپاہیوں میں لکھ دیا تھا عرفان و معنوی مدارج کے حصول میں شیخ ملا قلی ہمدانی سے کسب فیض کیا تھا آپ نے علوم ظاہری کو علوم باطنی سے ملا دیا تھا۔ حج بیت اللہ الحرام کی واپسی پر مسلح یہودیوں کے اشارہ پر حاکم لارستان نے آپ کو لارستان آنے سے روک دیا۔

سید عبدالحسین کے لارستان آنے سے پہلے وہاں کے یہودی، مسلمانوں کو اذیتیں دیا کرتے تھے سید کے آجانے کے بعد وہ اپنی دشمنی میں کامیاب نہ ہوتے لہذا ناصر الدین شاہ کے مرنے کے بعد جب مظفر الدین شاہ تخت حکومت پر بیٹھا تو یہودیوں نے اس سے مدد طلب کی اور مجتہد

---

[1] آیۃ اللہ سید عبدالحسین لاری کی درخواست سے آیۃ اللہ کرمانی نے ان کی زندگی بھر اس واقعہ کو کسی سے بیان نہ کیا جس وقت سلطان الواعظین نے سید لاری کے انتقال کی خبر سنائی آیۃ اللہ کرمانی بہت غمگین ہوئے اور زیارت والی داستان بیان کی۔ (شجرۂ طیبہ ص۲۱)

لارستان کو وہاں آنے سے روک دیا تاکہ اپنی سیاہ کاریاں جاری رکھ سکیں مسلمانوں کو نقصان پہونچا سکیں۔

سید بحرینی نے تہران تار بھیج کر پایہ تخت کو حالات سے آگاہ کیا مختلف قوتوں نے اتحاد سے کام لے کر حکومت قاچار کو خوف زدہ کر دیا کچھ ہی دنوں بعد موانع برطرف ہوگئے یہودی اور ان کے مقامی ساتھی ناکام ہو گئے سید عبدالحسین عزت و احترام سے لارستان داخل ہوئے اپنی سیاسی و اجتماعی فعالیت دوبارہ شروع کر دی لیکن یہودیوں نے متحد ہو کر بہت سی ناشائستہ حرکتیں انجام دیں۔ سید نے پہلے تو وعظ و نصیحت کے ذریعہ انھیں صلح و صفا کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے مسلح ہو کر اپنا کام جاری رکھا اور اپنے کفار ذمی کے معاہدے کو ختم کر دیا اب آگاہ و دور اندیش مجتہد نے حکم صادر کیا کہ تمام یہودی اپنے اموال و مکان کو فروخت کر کے دوسری جگہ چلے جائیں اس فرمان کے بعد یہودیوں کی اسلام مخالف حرکتیں ختم ہوگئیں تمام یہودیوں نے سید کی طرف سے دی جانے والی مدت کے اندر اپنے اموال کو فروخت کیا اور کوچ کر گئے۔

یہودیوں کے چلے جانے کے بعد ان کی عبادت گاہیں مساجد میں بدل گئیں مسلمانوں نے وہاں نماز ادا کرنا شروع کر دی۔

یہودیوں کا تعلق قوم سام سے ہے یہ اپنے کو جناب نوحؑ کے فرزند سام سے منسوب کرتے ہیں ان میں خاص قبیلے ہیں۔ آکدی۔ بابلی، آشوری عرب وغیرہ جناب عیسیٰؑ سے چار ہزار سال قبل یہ جزیرۃ العرب میں زندگی بسر کرتے تھے ان کا پیشہ جانور چرانا تھا جب معتدل ہوا گرم ہوگئی خشک سالی سے لوگوں کا زندگی بسر کرنا ناممکن ہوگیا اب زندگی بسر کرنے کے لئے

لوگوں نے "ہلال الخصیب" کی طرف سفر کیا یہ سرسبز و شاداب علاقہ تھا عراق، سوریہ، فلسطین ولبنان وغیرہ اس علاقہ میں شامل تھے۔

آکدی یہودیوں نے خلیج فارس کا شمالی علاقہ ہجرت کے لئے منتخب کیا اور وہیں سکونت پذیر ہوئے[۱] جناب موسیٰ علیہ السلام جو ڈیڑھ ہزار سال قبل مسیح آئے تھے بنی اسرائیل کی ہدایت پر مامور ہوئے قرآن کریم نے جناب موسیٰؑ کے قصہ کو تفصیل سے نقل کیا ہے۔

قرآن کریم نے قوم یہود کو سست عنصر و نافرمان بتایا ہے جنہوں نے اپنے رسولؑ کی غیبت میں گائے کی پرستش شروع کر دی تھی۔ خدا کی نافرمانی کرے آسمانی کتاب توریت میں تحریف کر ڈالی۔ چھوٹی چھوٹی بے محل باتوں میں یہ اتنا الجھتے تھے کہ ان کی تہذیب اور ان کے عقائد بھی چھوٹی چھوٹی چیزوں میں مشہور ہو گئے خداوند عالم نے جو لذیذ غذائیں انھیں عطا کی تھیں وہ ان سے خوش تھے چنانچہ جناب موسیٰؑ سے عرض کیا کہ خدا ان کے لئے لہسن، پیاز، کھیرا، ککڑی مسور وغیرہ پیدا کرے[۲] جس وقت قاتل کو پکڑنے کے لئے گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا تو انہوں نے گائے کے صفات معلوم کرنے میں بڑی کٹ حجتی کی تاکہ گائے ذبح نہ کرنی پڑے اس سے خود ان کی دشواریاں اور زیادہ بڑھ گئیں[۳]۔

کبھی انھوں نے جناب موسیٰؑ سے کہا کہ ہم خدا کو آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں[۴] جب جنگ کا وقت آتا تھا تو اپنے رسولؑ سے کہتے تھے: آپ اپنے خدا

۱۔ خلاصہ ادیان۔ محمد جواد مشکور

۲۔ بقرہ۔ ۶۱۔ ۳۔ بقرہ۔ ۶۷-۷۱

۴۔ نساء۔ ۱۵۳۔

کے ساتھ جائیے جنگ کریئے ہم یہیں بیٹھیں گے ۱؎

کریسٹین سن کہتا ہے:

"زرتشتیوں وایرانیوں کے لیئے یہودیوں کے فرقے بابل خطرہ نہیں تھے اگرچہ اردشیر اول یہودیوں سے زیادہ خوش نہیں تھا اشکانیاں کے زمانے میں جو آزادی یہودیوں کو ملی تھی اسے یاد کرکے وہ حسرت کا سانس لیتے تھے۔ ساسانی دور کے شروع میں کبھی کبھی ان پر سختی ہوتی تھی خصوصاً اس وقت جب حکومت کی مالیات سے یہ بچنا چاہتے تھے شہنشاہ ایران کی حمایت سے یہ قبیلہ صلح وآرام کی زندگی بسر کرنے لگا ۲؎

ویل ڈیورانٹ کہتا ہے:

"داخلی معاملات میں جس طرح ساسانی بادشاہوں نے اجازت دی تھی اسی طرح حوزۂ علمیہ کے مذہبی راہنماؤں نے اجازت دے رکھی تھی" بابل ارمنستان ترکستان، ایران ویمن کے یہودی عام طور پر خلفا یہود کو اپنا راہبر مانتے تھے۔ سوراوپوبادتیا میں یہودیوں کے مذہبی مدارس تھے جو اسلامی شہروں وعیسائی علاقوں کے لوگوں کی تربیت کیا کرتے تھے۔"

۶۵۸ء میں مسلمانوں کے خلیفہ حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے حوزۂ علمیہ سورا کو یہودیوں کی قید سے آزاد کیا جس کے نتیجہ میں یہودیوں کا مذہبی پیشوا "مار اسحاق" نے خود اپنے کو "گاؤن" یا "عالیجناب" کے لقب سے نوازا اور گاؤنی دور کا آغاز کیا" ۳؎

۱؎ مائدہ ۲۴۔ ۲؎ ایران ساسانیان کے دور میں کریسٹین سن ص ۵۴
۳؎ تاریخ تمدن، ول ڈیورانٹ جلد ۴ ص ۴۶۶

اسلام سے پہلے اور بعد یہودیوں کو کافی آزادی ملی تھی اس کے باوجود ایران کی اقلیت پر بھی کوئی اثر نہ ڈال سکے اور قابل توجہ ترقی نہ کر سکے۔

یہودیوں نے سیاسی، اجتماعی میدانوں میں اپنی مذہبی رسومات میں زردشتوں کے اثر کو قبول کیا اسلام کے بعد ایران میں فلسفہ، کلام، عرفان کا بول بالا ہوا ان سے بھی یہودیوں نے اپنی زندگی کی بقا کے لئے فائدہ اٹھایا۔

سید لاری کے دور میں اہل کتاب منجملہ یہودی معاہدے کے تحت کافر ذمی کی زندگی بسر کر رہے تھے جس کی رو سے انھیں تمام شرائط پر عمل پیرا ہونا تھا ان کی جان ومال و ناموس کی ذمہ داری مسلمانوں پر تھی وہ بالکل آزاد تھے صرف معاہدہ پر عمل کرنا ان کے لئے ضروری تھا لیکن لارستان کے بے سہارا لوگوں کی کمزوریوں سے انھوں نے خوب سوء استفادہ کیا عہد کی پیمان شکنی کی لوگوں کو پریشان کیا مسلح ہوکر مسلمانوں کی جان کے دشمن ہو گئے معاہدے کی رو سے ایسے لوگوں کو اسلامی ملک میں زندگی بسر کرنے کا حق نہیں ہے لہذا موقع شناس سید لاری نے پہلے تو وعظ و نصیحت کی لیکن جب یہودیوں پر کوئی خاص اثر نہ پڑا تو آپ نے انھیں اسلام کی مقدس زمین سے باہر نکال دیا۔

رہبر لارستان کی حسن تدبیر واسلامی سرزمین سے شرپسند یہودیوں کا بھگایا جانا تمام گردنکش و متکبرین کے لئے بہترین درس عبرت تھا۔

تہذیب وتمدن پر حملہ

مغرب نے ہر ممکن کوشش کی تاکہ ایران میں مادی تہذیب اور

شرک آلود تمدن بڑھ جائے امت اسلامی روحانیت ورہبری سے دور ہوجائے۔

کبھی ایران وعربستان میں نئے نئے مذہب تراشے گئے تاکہ مسلمان تفرقہ کا شکار ہوں کبھی یہودیوں کو مسلح کر کے مسلمانوں کی جان کے دشمن ہوئے اور بسا اوقات مسیحی پیشواؤں کے ذریعہ استعماری تہذیب پھیلائی گئی ان کا سرچشمہ وہی مغربی حکومت تھی سیدلاری کے زمانے میں ان سب غارت گری کی سردار انگریز حکومت تھی۔ ایران میں انگریزوں کی شرارت کا نمونہ فتنہ "باب" تھا اگرچہ علماء کی دور اندیشی دباب کو پھانسی چڑھانے کی وجہ سے یہ عربستان میں وہابیت کی طرح تیزی سے نہ پھیل سکا لیکن استعماری حکومتوں جیسے انگلینڈ نے اس کی خوب حمایت کی۔

ایران میں انگلینڈ کا وزیر مختار "سر آرتور ہارڈینگ" نے مظفرالدین شاہ کے دور حکومت میں انگریزوں کی تائید سے "باب و بابیّت" کو خوب پھیلایا اور اسے ایک وظیفہ خیال کیا[1]

سیدلاری کا زمانہ سیاسی، اقتصادی، تہذیبی حملہ کا زمانہ ہے مغرب نے اس زمانہ میں بہت سے کام کئے ایران میں بہت سے ایسے لوگ تھے جنہوں نے مغرب کے لئے زمینہ سازی کی تھی مغربی تہذیب کو انھوں نے پروان چڑھایا اسلامی اعتقادات کو ہر ممکن طریقہ سے کمزور بنانے میں لگے رہے تاکہ لوگ سرگرداں وپریشاں رہیں۔

حکومت انگلینڈ نے استعماری قوت بڑھانے کے لئے ایران میں بڑی تعداد میں عیسائی مبلّغین بھیجے ان کے پاس بڑی تعداد میں

---

[1] خاطرات سیاسی ص ۱۳

مذہبی کتابیں بھی تھیں عیسائی بھیس میں انھوں نے مغرب کی ترویج و تبلیغ شروع کی یہ لوگ اس غرض سے آئے کہ جنوب ایران میں اپنے کو مضبوط کرلیں تاکہ آیندہ انگریز آسانی سے ایران پر تصرف کرسکیں۔

۱۲۷۳ھ میں جب انگریزوں نے بوشہر پر قبضہ کیا تو ہزاروں کی تعداد میں کھجوروں کے درختوں کو کاٹ کر باغ ویران کر دیئے انھوں نے کونسل خانوں کو قائم کر کے ایران کے سرسبز و شاداب باغوں کو کاٹ کر جنگ کا میدان بنادیا باغوں کا کاٹنا صرف اسلامی مجاہدین کو سرکوب کرنے کے لئے تھا یہ فاش و ننگین سیاست انگریزوں کی جانب سے تھی۔

انگریزوں نے اپنے تسلط بڑھانے کے لئے عیسائی پادریوں کو بڑی تعداد میں ایران روانہ کیا۔

آیۃ اللہ لاری جو اجتماعی مسائل کو خوب جانتے تھے انگریزوں کی اس چال پر بھی غور و خوض کرنے کے بعد عیسائی پادریوں کو ملک سے باہر نکل جانے کا حکم صادر کر دیا آپ نے یہ بھی حکم صادر کیا کہ ان کی گمراہ کن کتابوں کو جمع کر کے نابود کر دیا جائے۔ یہ حکم حکومت برتانیا کے لئے بہت گراں گذرا اس سے انھیں معلوم ہوا کہ شیعوں کے راہنما کے حکم میں کتنی طاقت ہے انھیں یہ بھی معلوم ہوا شیعہ قائد کے حکم کی معاشرہ کس طرح تائید کرتا ہے فارس کے توحید پرست مومنین جو قاچار کے ظلم و تشدد سے تنگ آگئے تھے اپنے رہبر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر قسم کی حمایت کا یقین دلایا۔

رہبر لارستان صرف مرجع ہی نہیں بلکہ مدیریت کی بھی صلاحیت کے حامل ہیں دشمنان اسلام کی فعالیت پر خاص نگاہ رکھتے ہیں اپنی ساری قوت دشمنان اسلام کے مقابلہ میں صرف کر دی رضائے الٰہی میں ذرہ برابر خوف و

خطر کا احساس نہیں کیا۔

انگریز حکومت نے سید لاری کے حکم کو کم رنگ کرنے کے لئے ایرانی حکومت پر دباؤ ڈالا اور یہ کہا کہ سید لاری سے باز پرس کیا جائے۔

حکومت قاچار جو استعمار کے اشاروں پر چلتی تھی "عین الملک" کو حکم دیا کہ موضوع کی تفتیش کر کے حکومت کو مطلع کرے یہودیوں کی جو کتابیں ضبط ہوئی تھیں ان کے مقابلے میں دو ہزار تومان سید سے لئے جائیں آپ کی سیاسی فعالیت پر پابندی لگائی جائے۔ یہ دو ہزار تومان معمولی رقم نہیں ہے بلکہ اس کی زیادتی کا اندازہ اسی سے لگائیں کہ لارستان کی سالانہ آمدنی ۴۲۰۰ تومان تھی اسی سے عرب کے حملوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے عین الملک لارستان گیا لیکن سید لاری کی منظم فوج، بلند حوصلے کو دیکھ کر آپ سے عذر خواہی کر کے تہران واپس چلا گیا۔

عین الملک کی ناکامی سے سید لاری کی قوت واستبداد کے ضعف کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے اب مومنین لارستان نے اپنے رہبر سے اپنے کو اور قریب کر لیا۔

استعمار گر و دوسرے لوگ جن کی آرزو ہے کہ پوری دنیا ایک شہر کی طرح ہو یعنی پوری دنیا پر ان کی حکومت قائم ہو یہ سب مناسب موقع کی تلاش میں ہیں کہ اپنی آرزو پوری کریں انگریز، پرتغال، فرانسیسی سب اپنے اپنے دائرۂ حکومت کو بڑھانے میں لگے ہوتے ہیں۔

خلیج فارس ایران و دریائے عمان وہ مقامات ہیں جن پر استعمار کی خاص توجہ ہے اپنی سیاسی قدرت کے ساتھ غاصبوں نے ان پر بہت توجہ دی ہے۔ انگلینڈ ان ملکوں میں سے ایک ہے جس نے سیاسی منافع کی خاطر خلیج

فارس کے لیئے خاص پروگرام مرتب کیے ہیں سترہویں صدی عیسوی کے شروع میں پہلی بار برتانیا نے تجارت کی غرض سے خلیج فارس میں قدم رکھا ڈیڑھ سو سال تک یہ یہاں رہے اس وقت یہاں پرتغالیوں، ہالینڈیوں فرانسیسیوں اور خود ایرانیوں و عربوں و عثمانیوں میں طاقت کی جنگ جاری تھی۔

۱۱۲۶ھ شمسی تک خلیج فارس کے منافع پر اسٹ انڈیا کمپنی کا راج تھا اس وقت تک کمپنی کو منافع سیاسی و حکومت کی فکر نہیں تھی اس لیئے کہ صرف ان کی غرض تجارت و آمدنی تھی لیکن اس کے لیئے وہ مجبور ہوئے کہ سیاسی و فوجی اقدامات کریں ؎

سب سے پہلے خلیج فارس میں پرتغالی آئے تھے " البرکرک " نے جزیرہ ہرمز پر حملہ کیا وہاں کے حاکم کو صلح کے لیئے مجبور کیا خراج ادا کرنے پر حاکم مجبور ہوا یہ تو استعمار و غاصبوں کی شروعات تھی۔

۱۶۰۲ء میں ایرانی کامیاب ہوئے کہ پرتغالیوں کو خلیج فارس سے باہر نکالیں لیکن ایران کی دریائی قوت چونکہ زیادہ نہیں تھی لہذا ہرمز پر ایرانیوں کو پرتغالیو کے خلاف زیادہ کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

ایران نے اپنی کمزوری دور کرنے کے لیئے انگریزوں سے مدد چاہی انگریز خلیج فارس میں آگئے دونوں میں مقابلہ ہوا لیکن پرتغالی کمزور ثابت ہوئے۔

انگریزوں کی مدت سے خواہش تھی کہ شرق ایران سے تجارتی فائدہ

؎ "خلیج فارس میں برتانیا کے منافع" ترجمہ علی رجبی یزدی ص۹

اٹھائیں لیکن پرتغالیوں کے مقابلے میں اپنے کو ضعیف پاتے تھے لہذا خلیج فارس میں داخل ہونے کی ہمت نہیں کی اپنی تجارت کو وہ روس اور دریائے مازندران کے ذریعہ پوری کرتے تھے جیسے ہی ایرانیوں نے انگریزوں کو مدد کے لیئے بلایا انھوں نے موقع غنیمت جانا فوراً دعوت قبول کر کے ایران آگئے۔

شاہ عباس نے ۱۵۷۰ء میں حکومت عثمانیہ سے صلح کی ہرمز کا علاقہ پرتغالیوں سے واپس لینے کا مناسب موقع اسے مل گیا اس نے حاکم فارس امام قلی خان کو حکم دیا کہ پرتغالیوں سے ہرمز کا علاقہ واپس لینے کے لیئے فوراً اقدام کرے۔ ۱۵۷۱ء میں ہرمز پر حملہ کر کے پرتغالیوں سے آزاد کرایا گیا بہت سے پرتغالیوں کو اسیر کیا گیا [1]

اس طرح خلیج فارس میں ڈیڑھ سو سال تک انگریزوں نے اپنی سیاسی و تجارتی فعالیت جاری رکھی بندر عباس کو اپنا مرکز قرار دیا یہ سلسلہ قاچار دور تک جاری رہا ابھی تک انگریزوں کا مقصد صرف تجارت تھا لیکن قاچار کے وقت یہ سیاسی فعالیت میں بدل گیا اقتصادی فائدے بھی سیاسی اہداف کے لیئے استعمال ہونے لگے۔

۱۸ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ ناصر الدین شاہ نے انگریزوں سے معاہدہ کیا اور "بارون جولیسوس رویٹر" جیسا امتیاز انھیں عطا کیا۔ اس معاہدہ کی رو سے چوبیس فصلوں تک رویٹر کو اختیار تام حاصل ہو گیا اب اس کی کمپنیاں اپنا کام آزادی سے انجام دے سکتی ہیں اس قرار داد و معاہدے کے تحت دریائے خزر

---

[1] گذشتہ حوالہ

سے خلیج فارس تک کی ریلوے ۷۰ سال تک انگریزوں کے ہاتھ میں چلی گئی[۱] اس کے علاوہ ہندوستان سے ارتباط کی بھی اجازت انھیں حاصل ہوگئی۔

اگرچہ یہ معاہدہ تجارتی اور اقتصادی تھا لیکن سیاسی اہداف زیادہ تھے اس معاہدہ کے بعد اب برتانیا آسانی سے ہندوستان سے رابطہ رکھنے پر قادر ہوگیا جو اس وقت استعمار کا ایک مرکز بن گیا تھا اس ستر سال ریلوے کے دیئے جانے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اس معاہدہ میں ایران کے منافع کا ذرا بھی خیال نہیں رکھا گیا تھا کیونکہ ستر سال فائدہ دینے کے بعد ایرانی ریلوے ذرا بھی فائدہ دینے کے لائق نہ تھی۔

مجتہد لارستان سید عبدالحسین استعمار کے جال سے بخوبی واقف تھے لہذا انگریزوں کی تمام فعالیت کو علاقہ کے لئے نقصان دہ جانتے تھے چاہے یہ فعالیت تجارتی اور اقتصادی ہی کیوں نہ ہوں لہذا آپ نے لارستان میں حوزۂ علمیہ کی بنیاد ڈالی جس سے استعمار کے خلاف ایک منظم محاذ بن گیا کیونکہ غیبت امام زمانہؑ میں سیاسی قدرت کے لئے حوزۂ علمیہ ایک پر قدرت مرکز ہوتا ہے معارف قرآنی و آثار محمد و آل محمدؐ کی نشر و اشاعت کا ذریعہ ہوتا ہے بے سہارا و ستم دیدہ مسلمانوں کے لئے ایک پناہ گاہ ہوتا ہے۔

حوزۂ علمیہ کی فعالیت کا نمونہ انگریزوں کے خلاف ۱۲۷۴ھ کا خونی انقلاب ہے جو ہندوستان میں رونما ہوا انگریزوں کی جانب سے تمام دینی مدارس گاہیں بند کردی گئیں جبکہ یہی مدارس تنہا وہ مراکز تھے جو ہندوستان میں پرچم جہاد کو بلند کئے ہوئے تھے استعماری سازش سے

---

[۱] خاطرات سیاسی امین الدولہ ص ۳۰

یہ مراکز اب بالکل آگ کے ڈھیر میں بدل دیئے گئے [1]

لارستان میں اسلامی حکومت

استعمار و استبداد کا عفریت ایران میں اپنے پنجے جما چکا ہے شب پرست چمگادڑ صفت افراد نے خونخواری کو اپنی عادت ظلم و ستم کو اپنا وطیرہ بنالیا ہے بے گناہ لوگوں کی آنکھوں میں سلاخیں ڈالی جارہی ہیں کانوں کو کاٹا جارہا ہے خلیج فارس کے ظالمین نے کسی ظلم سے دریغ نہیں کیا وہاں کے لوگوں کے ناکردہ گناہوں کے باعث ان کے ٹکڑے کیئے جارہے ہیں ان کے پاس دفاع کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

یہ لوگ قید و بند کی خوفناک زندگی سے تنگ آگئے ہیں ان لوگوں پر بڑے بڑے ٹکس لگائے گئے جب کہ ان لوگوں کے پاس دینے کو کچھ نہیں یہ اتنا بڑا ٹکس کہاں سے ادا کریں؟ کون ہے جو ان مظالم کا جواب دے؟ وہ کون مرد میدان ہے جو خدا کے علاوہ کسی سے نہ ڈرتا ہو؟ وہ مرد مجاہد کہاں ہے؟

---

[1] "مسلمانان در نہضت آزادی ہندوستان" تالیف حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای مد ظلہ ص۱۳۔ مشروطیت انقلاب، انقلاب عراق، ایران کا اسلامی انقلاب یہ سب حوزۂ علمیہ سے مرتبط ہیں اگر ہم حوزہ کی رہبری کو ان انقلاب سے علیحدہ کردیں تو انقلاب کھوکھلا نظر آئے گا۔

اسلام ایسا مکمل دین ہے جس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے قانون موجود ہے حکومتی مسائل جو انسانی زندگی کا ایک شعبہ ہے اس کے لئے بھی اسلام نے قانون وضع کیے ہیں جب ہم اس مسئلہ میں تحقیق کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء اسلام نے اسلامی حکومت کا قیام واجب جانا ہے اس لئے کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس میں مادی، معنوی سماجی ہر قسم کے درد کی دوا موجود ہے ایسی حکومت ہونی چاہیئے جس میں تمام قوانین کو لاگو کیا جائے۔

جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بہت سی ایسی چیزیں ملتی ہیں جو بغیر اسلامی حکومت کے وجود میں نہیں آسکتیں جیسے:

۱۔ ولی امر کی اطاعت کا واجب ہونا

۲۔ حدود الٰہی کا اجراء جیسے چوری وزنا کی حد وغیرہ

۳۔ دشمنان خدا سے جنگ کے لئے منظم فوج کی تشکیل

۴۔ احکام قضاوت واختلافات کا حل

لہذا حدود الٰہی کے اجراء کے لئے قرآنی حکم کے مطابق اسلامی حکومت کی تشکیل واجب ہے اسی الٰہی فرمان کے مطابق رسول اکرمؐ نے مدینہ طیبہ میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی حاکم خود رسول اکرمؐ تھے اقتصادی میدان میں بہت کام کیا جیسے مال غنیمت لینا وتقسیم کرنا خمس، زکوٰۃ وٹیکس کی وصولی وصحیح مصرف وغیرہ اسی طرح حدود الٰہی کے اجراء کے لئے آپ خود ہی قاضی بھی تھے اسلامی فوج کی تشکیل، مبلغین کا اعزام، صدقات جمع کرنے کے لئے افراد کو معین کرنا، اعلان جہاد، معاہدوں کا پورا کرنا وغیرہ وہ مسؤلیت تھی جسے خود حضورؐ نے قبول کیا تھا۔

حضرت رسول اکرمؐ کے بعد حضرت علی علیہ السلام آپ کے جانشین ہوئے اس جانشینی کے فرمان کو آپ نے حکم خدا سے غدیر خم کے میدان سوا لاکھ حاجیوں کے درمیان پہونچا دیا لیکن افسوس کہ حضرت علی علیہ السلام کے حق کو پچیس سال تک غصب کیا گیا پھر مجبوراً خلافت علیؑ کے حوالے کی گئی اس وقت اسلامی حکومت کا شیرازہ بکھر چکا تھا حضرت علی علیہ السلام کے بعد تھوڑی مدت کے لیئے اسلامی حکومت پر امام حسن علیہ السلام حاکم ہوئے معاویہ کی مکاری وحیلہ بازی اور جنگ وجدال نے آپ کو حکومت کرنے نہ دیا اس کے بعد تو بنی امیہ وبنی عباس ایک کے بعد ایک حکومت پر قابض ہوتے رہے۔

آیۃ اللہ لاری کے زمانے میں بھی حکومت پر غاصبوں کا قبضہ تھا لوگوں کے نہ چاہتے ہوئے بھی غاصب قاچار ان پر حکمرانی کر رہے تھے جبکہ علماء و دانشوروں کے مطابق حکومت کے حقدار امام زمانہؑ تھے امام زمانہؑ کی غیبت کے دور میں خود امام کے فرمان کی روسے امام کا نائب حکومت کا حقدار ہے جو ولی فقیہ جامع الشرائط ہو اسلامی فقہاء کے نظریات کے مطابق قاچار حکومت ایک غاصب حکومت تھی مومنین کو اس کی اطاعت نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

مسلح یہودیوں کی ناکامی اور عیسائی مبلغین کے اخراج وسید لاری کے کامیابی سے قاچار حکومت کو بہت خفت اٹھانی پڑی انگریز وقاچار کا جھوٹا رعب ختم ہوگیا لارستان کے لوگوں نے جان لیا کہ سید لاری صرف عبادت جیسے نماز روزے میں منحصر نہیں ہیں بلکہ دشمن کے مقابلہ قیام کرکے اسلامی حکومت کی رہبری بھی صلاحیت رکھتے ہیں لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ سید لاری خدا کے علاوہ کسی سے بھی خوف نہیں کھاتے اب سید لاری کا گھر و

اطراف کے گلی کوچہ لوگوں کے لئے پناہ گاہ بن چکے تھے لوگ اپنی جان و مال و ناموس کی حفاظت کے لئے یہیں پناہ لیتے تھے مدتوں سے جو زیادتیاں ہو رہی تھیں کسی کے اندر روک ٹوک کی قوت نہ تھی۔

لارستان کے لوگ ظلم برداشت کر رہے تھے ذلت و غم کے بادل ان کے سروں پر چھائے ہوتے تھے سید لاری نے معجز نما قرآنی آیات سے ان کے مردہ دلوں میں تازہ خون بھر دیا کہ اب ان کے اندر متکبرین سے جہاد کرنے کی قوت پیدا ہو گئی۔

اب وہ وقت آیا کہ خزاں کے بادل چھٹ گئے سبزی و شادابی چھا گئی خشک درختوں میں بہار آئی سید لاری کا موعظہ، فرمان، اقدامات سب کچھ لوگوں نے جان و دل سے قبول کیا باران رحمت نے بھی رحمت دکھائی۔

سید لاری سنگلاخ وادی کے خطروں سے خوب واقف ہیں لیکن وادی سے رکاوٹوں کو دور کرنا اپنا فریضہ جانتے ہیں کیونکہ لوگوں کو تاریکی سے نجات دلانا الٰہی فریضہ ہے سید لاری نے خدا پر توکل و ائمہ اطہار سے مدد طلب کر کے لارستان کی رہبری قبول کر لی تاکہ لوگوں کو خونی پنجوں سے نجات دلا سکیں یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے کئی راتیں سید لاری نے خدا سے مناجات نجویٰ میں گذار دیں کہ لوگوں کے غم کا علاج کر سکیں اور قاچار و برتانیا کے ظلم و ستم سے نجات دلا سکیں۔

سرمایہ داروں و تجاوز کاروں نے لوگوں پر جو تاریکی کا سماں پیدا کر دیا تھا ضرورت تھی کہ یہ روز روشن میں بدلے یعنی حکومت عدل علوی برقرار ہو اگر چہ مگر مچھوں کی غرّاہٹ سے لوگوں کے کان پھٹ رہے تھے لیکن سید لاری کے ہاتھ رسول خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ لہٰذا زمانے نے فرعونیوں

سے بے خوف و خطر آپ نے اپنی تحریک کا آغاز کر دیا۔

آپ نے استعمار و استکبار سے مقابلہ کے لئے مسلح افراد کو تربیت دی جس سے دشمنان اسلام کے بدن پر عزا کے لباس آگئے اب وہ وقت آگیا کہ سید لاری نے حکومت قاچار کے منحل ہونے کا اعلان اس طرح صادر کر دیا؛

"اموی سلطنت قاچار کا اسلامی حکومت حقہ میں تبدیل ہونا واجب ہے"

مجاہدین لارستان نے ظلم و ستم کے لشکر کو تار تار کر دیا کچھ ظالمین اسیر کر لئے گئے کچھ قتل ہو گئے استعمار کے اموال پر قبضہ کر لیا گیا اس طرح اس مرد مجاہد نے استعمار کے ہاتھوں سے ستم دیدہ مظلوموں کو رہائی بخشی۔

لارستان کے لوگ اگرچہ ایک مدت سے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے مگر رحمت کردگار سے مایوس نہ ہوئے تھے حضرت آیۃ اللہ لاری کی رہبری میں انھوں نے قیام کیا اور کامیاب ہوئے سید لاری کے قیام کے بعد احکام قرآن و سنت دوبارہ زندہ ہوئے پورا سماج جو بالکل مردہ ہو گیا تھا دورہ حیات نو پا کر خوش و خرم ہو گیا۔

تمام موجودات کے لئے پانی مایہ حیات ہے، ایمان وہ آب حیات ہے جو بشر کو ملکوت اعلیٰ سے متصل کر دیتا ہے سید لاری نے لوگوں کے دلوں میں ایمان کا بیج بو کر عدم سے وجود کی طرف پلٹا دیا۔

جس وقت حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ جناب مرزا شیرازی کو سید عبد الحسین لاری کے اقدام کا علم ہوا آپ نے تمام اقدامات کی تائید کی شکریہ ادا کیا اور اس طرح کا نامہ تحریر فرمایا؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب عالم ربانی والفاضل الصمدانی الکامل فی المنقبتین آقا سید عبد

الحسین سلمہ اللہ تعالیٰ لا زالت علومہ ذاخرۃ و انوار المجد و للمھتدین بھا مشرقہ

انشاء اللہ تعالیٰ جناب عالی نشر احکام شرعیہ، اخبار آئمہ معصومین، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، اعانت مظلومین، ہدایت جاہلین میں مؤید و منصور ہوں گے۔

آپ کے اقدامات و شعائر الٰہی کے اجراء سے مطلع ہوا خوشی ہوئی آپ سے یہی امید تھی لمثل ھذا فلیعمل العاملون جعلکم اللہ ممن ینتصر بہ لدینہ ولا یستبدل بکم غیرکم۔

انشاء اللہ خداوند عالم ہر حال میں آپ کی نصرت و مدد کرے گا۔

لارستان کے مؤمنین علماء کی اطاعت میں مصروف ہیں انشاء اللہ آپ کی قدردانی کریں گے آپ کے وجود مبارک کو خدا کی بڑی نعمت سمجھ کر اطاعت نماز جماعت میں شرکت، استماع موعظہ، نصائح، تعلیم احکام وغیرہ میں آشکارًا وسرًا آپ کی پیروی کرینگے انشاء اللہ خداوند عالم لوگوں پر اپنی نعمتیں نازل کرے گا دنیا و آخرت میں کامیابی عطا کرے گا آپ کے اقوال و افعال کی پیروی کریں ہمت اتحاد سے کام لیں اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

دین کے سلسلہ میں آپ کی کوشش قابل تحسین ہے خداوند عالم آپ کو جزائے خیر عطا کرے آپ زیادہ سے زیادہ طلاب کی تربیت کریں علمی مباحثات میں جد وجہد اور زیادہ کریں جس سے اہل علم کو ترقی ہو۔ سہم امام و دوسری رقومات شرعیہ اخذ کریں وطلاب و فقراء سادات پر خرچ کریں۔

انشاء اللہ حقیر کو زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی دعائے خیر سے فراموش نہیں کیا کرینگے میری مغفرت کے لئے آپ اور تمام مؤمنین دعا کریں میں بھی آپ سب لوگوں کو دعائے خیر سے فراموش نہیں کروں گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حررہ الاحقر محمد حسن الحسینی ۱؎

۱؎ ولایت فقیہ ص۱۶۱

حضرت آیۃ اللہ سید عبد الحسین لاری ولایت فقیہ میں پختہ عقیدہ رکھتے تھے اس مضبوط عقیدہ کی بنا پر آپ نے اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی تا کہ الٰہی احکام کا اجرا ہو سکے اس سلسلہ میں آپ نے بہت سے کام کئے جیسے اسلحہ بنانے کا کارخانہ ایجاد کیا لوگوں کو فوجی مشق دلائی اس لئے کہ ہر حکومت کو اپنی حفاظت کے لئے زیادہ اسلحہ و فوجی مہارت درکار ہوتی ہے۔

آپ نے مرکزی حکومت کو مالیات نہیں دیا مالیات کو ادا کرنا حرام قرار دیا پوسٹ آفس کے قیمتی کاغذات کو باطل قرار دیا پوسٹ کے تمام ٹکٹوں کو غلط قرار دیا ڈاک ٹکٹ پر آپ نے "اسلامی ڈاک" چھپوایا تا کہ قاچار کے ڈاک ٹکٹ سے تشخیص ہو سکے۔

آپ نے نماز جماعت کے لئے آئمہ جماعات معین کئے نماز جمعہ کی بنیاد ڈالی آپ کی تبلیغات سے روز بروز اسلامی حکومت کو وسعت حاصل ہوتی گئی بندر عباس، بندر لنگہ، بوشہر، صوبۂ کرمان، صوبہ فارس وغیرہ اسلامی حکومت کے دائرے میں آ گئے سید لاری کی آرزو تھی کہ اسلامی حکومت پورے ایران میں قائم ہو پورے ایران کی عوام الٰہی قوانین کے تحت زندگی بسر کرے۔

اگر چہ حکومت قاچار میں بعض امور علماء کے ہاتھ میں تھے ان کے دفاتر کو محکمہ کہا جاتا تھا اسی کے تحت نکاح و طلاق وغیرہ انجام پاتے تھے یہیں پر فیصلے صادر ہوتے تھے اور بہت سے دوسرے کام علماء کی سرپرستی میں انجام پاتے تھے لیکن صرف جنوب ایران کے علاوہ کسی اور حصہ پر صحیح اسلامی حکومت نہیں تھی۔

لارستان کی اسلامی حکومت جو سید لاری کی کوششوں سے قائم ہوئی

تھی اس کی مثال نہیں تھی اس اسلامی حکومت کے قیام کی خبر دوسرے شہر میں رہنے والے مظلوموں کے لئے ایک خوشخبری تھی ان کے دلوں میں بھی آزادی و استقلال کی امید پیدا ہوئی۔

لارستان کی اسلامی حکومت کے قیام سے لوگوں کے اندر قیام کا جذبہ ابھرا پورے ایران میں آزادی کی لہر دوڑ گئی اس مجاہد اولاد رسول نے ایسی حکومت قائم کی جہاں ذرا برابر ظلم وزیادتی نہیں تھی بلکہ ظلم وزیادتی کے خلاف تو یہ حکومت قائم ہی ہوئی تھی۔

اگرچہ بعض لوگوں نے اس حکومت کو ڈیموکریسی کا نام دیا ہے جس میں عرب کا بڑا اثر تھا لیکن ایسا نہیں تھا، وہاں مغرب میں تعلیم یافتہ افراد نے ایران آنے کے بعد یہ کوشش ضروری کی تھی کہ ایران کو ایک مغربی شہر بنادیں لیکن ان کی طاقت اتنی نہیں تھی کہ ایران میں انقلاب برپا کر کے اسلامی حکومت کو ختم کر دیں۔

لارستان کی حکومت ایک غدیری حکومت تھی غدیری مشن کی تبلیغ کے لئے قائم ہوئی تھی یہ حکومت صرف زبانی اسلامی حکومت نہیں تھی بلکہ عملی طور پر اس نے غدیری قرآن کو پھیلایا تھا ولایت فقیہ کے عنوان سے امت اسلامی کا رہبر حکومت کر رہا تھا۔

ایران کے دوسرے شہروں میں بھی لوگوں نے علماء کی سرپرستی میں قدم آگے بڑھائے تاکہ الٰہی سیاسی حکومت قائم ہو لیکن کہیں پر بھی جنوب ایران کی طرح مضبوط و اسلامی حکومت قائم نہ ہو سکی جن بزرگواروں نے الٰہی سیاسی اقدامات کئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں؛

ا۔ آیۃ اللہ حاج آقا نور اللہ اصفہانی ۔ اصفہان

۲۔ آیۃ اللہ مرزا جواد مجتہد تبریزی
۳۔ آیۃ اللہ میر سید علی مدرس
۴۔ آیۃ اللہ حاج شیخ محمد تقی بجنوردی
۵۔ آیۃ اللہ سید حبیب اللہ مجتہد شہیدی
۶۔ آیۃ اللہ مرزا ابراہیم شریعتمدار کرمانشاہ
۷۔ آیۃ اللہ مرزا احمد رضوی مشہد
۸۔ آیۃ اللہ مرزا حسن آشتیانی تہران
۹۔ آیۃ اللہ شیخ فضل اللہ نوری تہران

اور بھی بہت سے علماء تھے جنہوں نے اسلامی حکومت کی کوشش کی الٰہی فعالیت انجام دی آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا شیرازی کے تحریم تنباکو کے فتوے کی حمایت کرتے ہوتے استعمار کا مقابلہ کیا ان تمام افراد کی فعالیت میں اسلامی نبوغ کی بو تھی لیکن ایک قیام کے لیۓ اقتصادی مسائل کو حل کرنا ایک اہم کام ہے سید لاری نے اسلامی حکومت کی تشکیل سے تمام مشکلات کو دور کر دیا یہ ایک عمومی حکومت تھی اس حکومت نے کوشش کی کہ تمام احکامات قرآن و سنّت کے مطابق ہوں یہ حکومت صدر اسلام رسول اکرمؐ و حضرت علیؑ کی حکومت کا نمونہ تھی اسی وجہ سے مجدد شیرازی نے سید لاری کا شکریہ ادا کیا اور آپ کی عظمت کو لوگوں پر عیاں کیا۔

طرز حکومت

آیۃ اللہ لاری نے لارستان آنے کے بعد دو طرح سے کام شروع کیا:

۱۔ لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا

۲۔ مغربی تہذیب سے لوگوں کو دور کیا

جس وقت آیۃ اللہ سید عبد الحسین لاری لارستان آئے تھے تنباکو کی حرمت کے فتوے کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا لوگوں نے اسلامی حکم کے آگے سر جھکا کر علماء کی رہبری کو سر وآنکھوں سے قبول کر لیا تھا۔ آپ نے لارستان آتے ہی نماز جمعہ و نماز جماعت کا انتظام کیا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو دوبارہ زندہ کیا ولی فقیہ کے فرمان کے مطابق آپ نے منظم سپاہ تشکیل دیا لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کیا لوگوں کو رہبری و اسلامی عظمت کا اندازہ ہوا جو ابھی تک نہیں ہوا تھا اسی معرفت کی بنا پر لوگوں کے اندر شجاعت و جہاد کا جذبہ پیدا ہوا جیسے ہی آپ نے جہاد کا فرمان جاری کیا لوگوں نے استبداد کے محل پر حملہ کر دیا عمّال و حکومتی افراد کا خاتمہ کر کے اسلامی حکومت تشکیل دی۔

لیکن قرآنی تہذیب و حکومت اسلامی کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو ان چیزوں سے آگاہ کیا جائے جو ان کے لئے ضرر رساں ہیں اس کام کو حوزۂ علمیہ نے بدرجۂ اتم انجام دیا لیکن سید لاری نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عیسائی مبلغین و مسلح یہودیوں سے مبارزہ کیا انھیں اسلامی سرزمین سے باہر کر دیا۔

مغرب کے کسی بھی عمل پر سید لاری کو اعتماد نہیں تھا استعمار برطانیا جو بھی عمل انجام دیتا تھا اسے آپ سادگی سے نہیں سوچتے تھے بلکہ اس کی گہرائی تک جانے کی فکر کرتے تھے جس چیز کو بھی اسلامی معاشرے کے لئے ضرر رساں سمجھتے تھے اس کی حرمت کا فتویٰ دیتے تھے۔

مرزا شیرازی نے جو تنباکو کی حرمت کا فتویٰ دیا تھا وہ بھی اسی تفکر کی بنا پر تھا اس فتوے سے حکومت برتانیا کو جو امتیازات حاصل ہوئے تھے وہ لغو ہو گئے۔ ایران میں جو برتانیا و روس کے تجارتی مراکز تھے اسے بیداری اسلامی امت کے لئے مضر تصور کرتے تھے لہذا آپ نے باہر سے آنے والی چائے، شکر، دوا، غذا، لباس وغیرہ کو حرام قرار دیا خصوصًا برتانیا و روس سے اگر آئے۔

آپ کا خیال تھا کہ باہر سے جو چیزیں آتی ہیں ان کے مقابلہ میں جو رقم ادا کی جاتی ہے اس سے استعمار کو قوت حاصل ہوتی ہے دشمنان اسلام قوی ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا اور زیادہ خون بہایا جاتا ہے اس کے علاوہ باہری سامان کے آنے سے ایران اقتصادی میدان میں غیر ملکوں کا محتاج ہو گا جو اسلامی نقطۂ نظر سے حرام ہے [1]

آپ سے جب باہری سامان خریدنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب فرمایا:

خداوند عالم قرآن کریم میں صاف طور پر فرماتا ہے "انما المشرکون نجس" یعنی مشرکین نجس ہیں اس کے علاوہ علمار کا اجماع ہے کہ کتے، سور، و کافر کے علاوہ ہر شیٔ کا جوٹھا پاک ہے۔ کل سؤر طاھر الا سؤر الکلب والخنزیر والکافر۔ ہر وہ کام جس پر مسلمین راضی ہوں کوئی حرج نہیں ہے" وماغلب علیہ المسلمون فلا باس" ان سب کے علاوہ خداوند عالم نے گناہ گاروں و دشمنوں کی مدد کرنے سے منع کیا ہے ارشاد ہوتا ہے" لا تعاونوا علی الاثم

---

[1] شجرہ طیبہ ص۷۰

والعدوان" آج جو بھی پیسہ اسلامی ملک سے باہر جاتا ہے اس سے استعمار وکفار کی اعانت ہوتی ہے مسلمانوں کا خون بہایا جاتا ہے لہذا ان سے معاملہ کرنا حرام و باطل ہے اسی میں اسلام و مسلمانوں کے لئے بہتری ہے لیکن اگر اسلامی ملک میں کوئی چیز نہ مل رہی ہو اور لوگ مجبور ہوں تو اس کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ طہارت کا علم ہو جس چیز کے نجس ہونے کا احتمال ہو اس کا کھانا، پینا، پہننا حرام ہے خاص کر حیوانات کے گوشت، چمڑے و چربی وغیرہ سے اجتناب کیا جائے کیونکہ حیوانات کے تذکیہ کا علم ہمیں نہیں ہے اصالۃ طہارت کا قانون وہاں جاری ہوتا ہے جہاں کسی چیز کی نجاست کے بارے میں شک ہوتا ہے لیکن جہاں نجاست کا علم ہو وہاں اصل طہارت کا قانون جاری نہیں ہوگا عسر و حرج کی صورت میں شارع نے وقتی اجازت دی ہے مگر بالکل سے حلال نہیں کیا ہے تمام باہری سامان کا خریدنا حرام ہے مسلمانوں کے لیئے ضروری ہے کہ تمام چیزیں اسلامی ملک سے مہیا کریں کفار سے ہر قسم کے معاملات منقطع کیئے جائیں جیسا کہ عزت مآب جناب حجۃ الاسلام الحاج مرزا محمد حسن شیرازی اعلی مقامہ نے اشارہ فرمایا تھا [1]

تحریم کی فکر ایک پرانی فکر ہے شیعہ فقہاء کے لئے یہ ایک اہم اسلحہ ہے اس کے ذریعہ سے شیعہ فقہاء نے ہر دور میں استفادہ کیا ہے کربلا کی خونی جنگ، و امام حسین علیہ السلام کا یزید کے خلاف قیام بھی اسی سلسلہ

---

[1] ولایت فقیہ۔ ہدایۃ الطالبین سے نقل

کی کڑی ہے امام عالی مقام نے گویا خلافت یزید بن معاویہ کو حرام قرار دیا امام عالی مقام نے باطل خلافت کے مقابلہ میں امامت جیسے الٰہی منصب کو کھڑا کر دیا۔

مرزا شیرازی نے یہ فرماتے ہوئے "آج تنباکو کا استعمال چاہے جس طرح بھی ہو گویا امام زمانہؑ سے جنگ کرنا ہے" تنباکو کو حرام قرار دیا و غیر ملکوں سے تجارت کو باطل قرار دیا۔

امامت کے مقابلہ میں سلطنت کا بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جس وقت سید لاری کرسیٔ فقاہت پر بیٹھ کر چائے، قند و دوسری باہری اشیاء کی حرمت کا فتویٰ صادر کیا اس وقت یہ حرمت کا فتویٰ گویا امامت وسلطنت کے مقابلہ کی طرح تھا یا آزادی و غلامی کے مقابلہ کی طرح تھا اس وجہ سے کہ ایک جانب تو امامت اسلامی ہے اور دوسری جانب برطانیہ اور روس کی طاقتیں ہیں۔

سید لاری کا باہری اشیاء کو حرام قرار دینا اور مرزا شیرازی کا تنباکو حرام دینا گویا ملت اسلامی کو اقتصادی لحاظ سے کفار کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا ان دونوں بزرگواروں نے گویا وہ نمونہ دے دیا جس کی بنا پر پورے ایران میں اسلامی حکومت قائم ہو سکے اگرچہ تحریم تنباکو کے فوراً بعد پورے ایران میں اسلامی حکومت قائم نہ ہو سکی لیکن سید لاری نے ایران کے بعض علاقوں میں اسلامی حکومت قائم کر لی اور اسلامی نہضت کو کافی تقویت حاصل ہوئی۔

انقلاب مشروطیت

ناصرالدین شاہ نے اپنے پچاس سالہ دور حکومت میں ایران کو سوائے عزبت و فقر کے اور کچھ نہ دیا ایران کے بہت سے علاقے ایران سے نکل گئے جیسے ہرات، سرخس و جیحون دریا کے اطراف کا کچھ علاقہ و سیستان و بلوچستان کا کچھ حصہ وغیرہ۔ برتانیا و روس کو بہت سے امتیازات دیئے گئے جس سے انھیں قوت حاصل ہوئی وایران کو ذلت کا سامنا کرنا پڑا ایران اقتصادی و فوجی لحاظ سے کمزور ہوتا گیا۔ ناصرالدین شاہ کے یورپ کے تفریحی سفر سے اور زیادہ مصیبت بڑھ گئی ایرانی عوام ظلم وستم سے تھک چکی تھی ناصرالدین شاہ کا ظلم اتنا بڑھ چکا تھا کہ خاص افراد و وزرار جو چاپلوسی کیا کرتے تھے وہ بھی بادشاہ کی عدالت پر مشکوک تھے۔

امریکہ کا پہلا وزیر مختار بنجامین کہتا ہے" گرمی کے ایام تھے اعلیٰ حضرت ایک روز سلطنت آباد کی شاہی عمارت میں آرام فرمارہے تھے چاروں طرف حاشیہ نشینوں کا اجتماع تھا مخفیانہ گفتگو ہو رہی تھی درمیان گفتگو بادشاہ نے کہا نوشیرواں کو عادل کیوں کہتے ہیں؟ کیا میں عادل نہیں ہوں!

اتنا سخت سوال تھا کہ کسی میں جواب کی جرأت نہ ہوئی

بادشاہ نے دوبارہ کہا کیا تم میں سے کوئی میرے سوال کا جواب نہیں دے سکتا؟

پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا سب خاموش و خوف زدہ تھے۔

آخر کار حکیم الممالک نے موت کو یقینی جان کر تردید و تعلیل کی صورت میں جواب دیا؛

آپ پر قربان ہو جاؤں نوشیرواں کو عادل اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ عادل تھا۔

بادشاہ نے ایک مرتبہ تیوریوں پر بل چڑھا کر کہا: کیا ناصر الدین شاہ بھی عادل نہیں ہے؟

کسی نے جواب نہ دیا صرف حکیم الممالک نے شانوں کو ہلا دیا۔ بادشاہ بدلے ہوئے تیور سے جواب دیا؛

اے بدبختو مجھے یقین ہے کہ نوشیرواں کے حوالی موالی بھی اگر تمہاری طرح بدکردار و رشوت خوار ہوتے تو کبھی نوشیرواں کو عادل نہ کہا جاتا۔

سب نے جواب دیا قربان ہوں ہماری جانیں قبلہ عالم نے سچ فرمایا [1]

سید جمال الدین اسدآبادی کے پیروکار مرزا رضا کرمانی نے ۱۳۱۳ھ (ق) میں ناصر الدین شاہ کو قتل کر کے چوتھے خلیفہ قاچار کے ظلم وستم سے لوگونکو نجات دی۔

تنباکو کے فتوے کی کامیابی کے بعد لوگوں کے دلوں میں یہ کرن پھوٹی کہ وہ کامیاب و کامران ہوں گے۔ دھیرے دھیرے پورے ایران میں انقلاب کی چنگاریوں کا مشاہدہ کیا گیا لارستان میں تو مرجع تقلید حضرت آیۃ اللہ لاری کی رہبری میں اسلامی حکومت قائم ہی ہو گئی اس مشروطیت

---

[1] تاریخ تحولات سیاسی، ڈاکٹر مدنی جلد ۱ ص ۴۱۹

انقلاب کے چند علل واسباب تھے۔

۱۔ تنباکو کے فتوے کی کامیابی

۲۔ لارستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد

۳۔ علماء وروشن فکروں کی دوراندیشی جیسے جمال الدین اسد آبادی

۴۔ ایران کی اقتصادی صورت حال

اگرچہ سید جمال الدین اسد آبادی کی شہادت کے دس سال بعد مشروطیت انقلاب واقع ہوا لیکن اس انقلاب میں سید جمال الدین کے کردار کا بڑا اثر تھا تنباکو کی حرمت سے آپ کو خاص قوت ملی تھی آپ نے اس فتوے کو جہاں تک ممکن ہوا کونے کونے نشر کیا اپنے دل نشین بیانات سے آپ نے عوام کو قانع کر دیا آپ نے اپنے ایک خط میں علماء کی مدح سرائی کرنے کے بعد علماء سے خطاب کرتے ہوئے بہت اہم نکتہ کی جانب اشارہ کیا۔

"آپ نے اپنی طاقت سے فرعون زمانہ ناصر الدین شاہ کی سینگ توڑ ڈالی دین کی تلوار سے اس کی ناک کاٹ ڈالی لیکن وہ ابھی فرصت کی تلاش میں ہے کہ آپ سے انتقام لے لہذا آپ اسے ایک دن کی بھی مہلت نہ دیں اسے موقع نہ دیجئے کہ وہ اپنے ہاتھ مضبوط کرے اس کے زخم مندمل ہونے سے پہلے اس کا کام تمام کر دیجئے۔

اے میدان علم و عمل کے مجاہدو اسے نابود کرنے میں دیر نہ کرے وہ مرد جس نے غصبی طور پر حکومت حاصل کی ہے، وہ مرد جس کا کام فسق ہے، جس کا حکم ستم ہے، وہ نادانی وجہالت کے سمندر میں غوطہ ور ہے اس نے کفر کو بلندی عطا کی ہے اور خود شرک کے خیمہ میں

موجود ہے ۔[1]

علماء روشن فکر شعراء نے ایران کے مختلف حصوں میں امت قرآنی واسلامی کو بیدار کیا طاغوت کو نابود کرنے کے لئے سماج کو ان کی طاقت سے آگاہ کیا۔

۱۔ آیۃ اللہ سید محمد طباطبائی[2]

---

[1] اندیشہ تحریم در تاریخ سیاسی ایران ص۳۴

سید جمال الدین اسد آبادی ۱۲۵۴ھ اسد آباد ہمدان میں پیدا ہوئے دس سال کی عمر میں علم دین حاصل کرنا شروع کیا عتبات عالیات میں آپ نے شیخ انصاری و ملا حسین قلی ہمدانی سے کسب فیض کیا ۱۲۷۰ھ میں ۱۶ سال کی عمر سے سفر شروع کیا تین بار ایران کا سفر کیا پہلا سفر جوانی کے ایام میں کیا اساتیذ واعزار کو اپنی ذہانت سے خوب واقف کرایا۔ دوسرا سفر ۱۳۰۲ھ میں پچاس سال کی عمر میں کیا جب آپ شہرت وعزت کے حامل تھے مبارزات وجہاد کا علم بلند کر چکے تھے آپ نے شاہ واس کے حوالی وموالی کے خلاف آواز بلند کی ایران سے روس کی جانب سفر کیا تیسری مرتبہ ۱۳۰۷ھ میں ایران کا سفر کیا اس بار آپ نے آزادی، اسلام، حق وعدالت کے سلسلہ میں گفتگو کی شاہ کو ملت فروش کے عنوان سے پہچنوایا تہران سے کرمانشاہ کی جانب شہر بدر کئے گئے وہاں سے آپ بصرہ چلے گئے وہاں ایران کے خلاف شدت سے کام کیا ۱۳۱۰ھ میں آپ نے رحلت فرمائی بعض لوگوں نے آپ کی تاریخ وفات ۱۳۱۴ھ بتائی ہے آپ کے بارےمیں آقا بزرگ تہرانی کہتے ہیں: من اعاظم الفلاسفہ وکبار رجال الشیعہ المصلحین۔ یعنی آپ بہت بڑے فلسفی وبڑے مصلح شیعہ عالم تھے۔ نقباء البشر ص۳۱۰

۲۔ آیۃ اللہ سید عبداللہ بہبہانی
۳۔ آیۃ اللہ محمد حسین نائینی
۴۔ آیۃ اللہ شیخ فضل اللہ نوری [1]

---

[1] آیۃ اللہ سید محمد طباطبائی ۱۹ ذی الحجہ ۱۲۵۷ھ کربلائے معلٰی میں پیدا ہوئے مشروطیت میں آپ نے بڑی فعالیت کی ہے ۱۳۲۳ھ میں شاہ عبدالعظیم کے روضہ اقدس (تہران) میں پناہ لی ۱۳۲۴ھ میں قم آ گئے اس وقت مجلس شوریٰ منعقد ہوئی مجلس شوریٰ میں بم رکھنے کے جرم میں آپ کو قید کر لیا گیا ۱۳۲۶ھ تک نظر بند کر دیا گیا پھر مشہد کی جانب تبعید کر دیا گیا شعبان ۱۳۲۷ تہران واپس آئے (تاریخ بیداری ایرانیان، ناظم الاسلام کرمانی ص۴۷)

آیۃ اللہ سید عبداللہ بہبہانی ۱۲۶۲ھ نجف اشرف میں پیدا ہوئے شعبان ۱۳۲۸ھ میں شہید کر دیئے گئے یہ وہ وقت تھا جب بنیادی قانون کو اسلامی مبانی کے تحت لانے کی کوشش ہو رہی تھی (شہدائے فضیلت علامہ امینی ص۵۳۰)

آیۃ اللہ محمد حسین نائینی نے "تنبیہ الامۃ وتنزیہ الملۃ" کے نام سے کتاب لکھی جس میں نظام مشروطیت پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ یہ کتاب ۱۳۲۷ھ میں چھپ کر بازار میں آئی۔

آیۃ اللہ شیخ فضل اللہ نوری نے ۱۲۵۹ کے تحریم تنباکو و انقلاب مشروطیت میں بہت فعال کردار ادا کیا ۱۳ رجب ۱۳۲۷ھ میں آپ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ "شہداء الفضیلۃ، علامہ امینی ص۵۱۵

یہ وہ صفِ اول کے علما تھے جنہوں نے نجف و تہران میں امت اسلامی کی ہدایت کی و نظام مشروطہ و مشروعہ کو فروغ دیا آیۃ اللہ لاری سے جنہوں نے جنوب ایران میں حکومت قائم کر لی تھی نظام مشروطہ کی مدد کی۔

انقلاب مشروطیت اس وقت وقوع پذیر ہوا جب ایران کا اقتصاد بالکل پستی کا شکار ہو گیا تھا اس اقتصادی بحران کا باعث روس و برتانیا کا استعمار تھا ایران کے حکمراں بھی ایسے نہیں تھے کہ اقتصاد کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے۔

ناصرالدین شاہ کے آخری دور میں ایران کی آباد ایک کروڑ ہو چکی تھی اس کی نوّے ۹۰ فیصد آبادی زراعت و مویشی پالن میں مشغول تھی بقیہ دس فیصد آبادی فوج، حکومت و دوسرے امور کی خدمت میں مشغول تھی جب کہ یہ خدمت ناکافی تھی بیماری سے مرنے والوں کی تعداد جنگ میں مرنے والوں کی تعداد سے زیادہ تھی جیسا کہ تاریخ بتاتی ہے کہ انقلاب مشروطیت سے پہلے ۷۵ سال کی مدت میں ۶۵ مرتبہ طاعون کی بیماری آئی جس کے نتیجہ میں ایران کی بڑی آبادی والے شہروں میں ہر بار لاکھوں کی تعداد میں لوگ موت کا شکار ہوئے۔

جنگ طاعون و بے گناہ قتل و غارت سے ایران کی اقتصاد کی صورت حال بگڑ گئی فقر و فاقہ، بیکاری و تنگدستی کا ہر جگہ بول بالا ہو گیا لوگوں پر زندگی اتنی دشوار ہو گئی کہ پڑوسی ممالک کا سفر کرنا پڑا۔

یورپ میں زراعت کی ترقی باہری مال کی درآمد سے ایران کی زراعت و دامداری پر بہت برا اثر پڑا لوگ بیکار ہو گئے برتانیا کی سیاست سے تنباکو، روئی، خشخاش وغیرہ نے یہاں کی اصل پیداوار کی

شکل اختیار کر لی۔ استعمار کی کوشش ہے کہ ایران کو صرف ایک چیز کی پیداوار میں منحصر کر کے ایران کو جلد سے جلد نابود کیا جائے باہری اموال کی ایران میں کثرت ہوگئی ملکی صنعت بالکل صفر پر پہونچ گئی اسی بنا پر آیات عظام جیسے آیۃ اللہ لاری نے غیر ملکی تجارت کو حرام قرار دیا کیونکہ لوگ فقر کی آگ میں جھلس رہے تھے سید اشرف الدین شاعر نے اس دور کی ترجمانی اپنے ایک طویل قصیدہ میں کی ہے۔

حکومت استبداد سے لوگ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن ظالم کے خوف سے لب پر تالا لگا ہوا تھا ہر فریاد کرنے والا و قیام کرنے والا ناکام تھا استبداد کی منطق یہ تھی کہ ہر انسان گونگا و بہرا بن کر زندگی بسر کرے کوئی بھی تفکر نہ کرے کوئی بھی کچھ نہ سمجھے یہ استعمار کا قانون تھا آرزوئیں سینے میں ہی دفن ہو جائیں خوشی و راحتی کے ایام لوگ بھول جائیں۔

سامرا میں شیر خدا نے اس مہر سکوت کو ایک دہاڑ کے ساتھ توڑ دیا فریاد کا زمانہ آگیا سرسبز و شاداب ماحول پیدا ہوا دشت و صحرا سورۂ یاسین کی آواز سے گونجنے لگا سید لاری نے جنوب ایران میں پرچم اسلام بلند کیا یہ وقت بیداری و آزادی کا وقت فریاد و نامہ، دعائے سحر کی تلاوت کرنے کا وقت اب فصل کے کاٹنے کا وقت آگیا ہے۔

۱۳۱۳ھ مظفر الدین شاہ پانچواں خلیفہ قاچار استبداد کی تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بھی اپنے اجداد کی پیروی کی بیت المال کو پانی کی طرح بہایا یہ یورپ کے سفر کا عاشق تھا، بلجیک و استعمار کے ایران میں قبضہ کرنے و غیر ملکوں کو امتیازات دینے سے یہ لعنت کا مستحق بنا ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ھ ایران کی سرحدوں پر ٹیکس کی وصولی کے لئے تین بلجیکی معین کئے گئے۔ ایک

سال بعد جب شاہ یورپ گیا اس کے ساتھ صدر اعظم بھی تھا تو پورا مالیاتی ادارہ انھیں تینوں میں سے ایک (مسیو نوز) کو دے دیا گیا۔

نوز کے وزیر بن جانے سے بوشہر، شیراز، یزد، اصفہان و تہران کے تجار و علماء نے اس کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اس لئے کہ مالیات کا وزیر بن جانے سے ایرانیوں کو نقصان ہونے لگا و غیر ملکوں کو فائدہ پہونچنے لگا حکومت نے لوگوں کی فریاد پر توجہ نہیں دی بلجیکوں نے ایرانی و غیر ایرانی مسلمان و ایرانی عیسائی میں تفریق قرار دی ایرانی مسلمانوں ٹیکس کے سلسلہ میں بہت زیادہ سختی کی گئی۔

عوام کے لئے یہ فقر و تنگدستی کا دور تھا جس وقت شاہ کے سفر کے لئے قرض لیا گیا اس وقت لوگوں نے اور زیادہ شور و غل کیا علماء و دانشمندوں نے لوگوں کی رہنمائی و سربراہی و اتحاد میں اہم کردار ادا کیا۔

مشہد مقدس میں لوگوں نے بارگاہ ملکوتی امام رضا علیہ السلام میں پناہ حاصل کی حکومت کی جانب سے توپوں و بندوقوں سے گولیاں چلے رہی تھیں۔

کرمان میں حاجی مرزا محمد مجتہد اعظم کو پھانسی دی گئی تبریز میں بھی ایک عالم دین کو پھانسی پر چڑھا دیا گیا تہران میں بہت سے تاجروں کو اسی طرح کی سزا دی گئی۔

دشمن نے جان لیا کہ اس قیام کی رہبری شیعہ علماء کر رہے ہیں وہ علماء جنہوں نے خدا کی راہ میں جہاد کو واجب جانا اور شہادت کو آئمہ معصومین علیہم السلام سے وراثت کی صورت میں حاصل کیا گیا تھا۔

علماء کا معنوی مقام گھٹانے اور قیام کو کمزور کرنے کے لئے حکومت

نے کوشش کی روحانیت کے سانچے میں ڈھال دے کر بیبیوں کے عکس کو اور علماء و روحانیوں کو سیاست سے جدا کر دیا جائے[1] لیکن عوام نے دشمن کی اس سازش کو سمجھ لیا تھا لہذا مسجد جامع تہران میں سب لوگوں نے احتجاجی اجتماع کیا جس میں سید عبدالحمید جو تہران مدرسہ کا طالب علم تھا درجہ شہادت

---

[1] محمد مہدی شریف کاشانی کا بیان ہے، بعض ایسے جوان جو آزادی تو چاہتے تھے لیکن کسی قید وبند کے قائل نہیں تھے بلکہ چاہتے تھے کہ اسلامی قوانین کو بالکل سے ترک کر دیں ....دشمنوں کی نگاہ میں سب سے مفید راستہ یہ تھا کہ شریعت محمدیؐ و اسلامی اخلاق میں شک و تردید کے بیج بو دیں.........رشوت خواری و میخواری و بہت سی دوسری برائیوں کے ذریعہ علماء کو متہم کیا جاتا تھا.........دین و سیاست میں جدائی ان کا مقصد تھا، تمام علماء پر حملے ہو رہے تھے خاص کر صفحہ اول کے علماء دین پر ....دین کو سیاست سے جدا کرنے کا عقیدہ غلط تھا بہت سے لوگوں نے مخالفت کی خاص کر مرحوم سید حسن مدرس قمشہ ای نے دین کو سیاست کا جزء قرار دیا چاہے پارلیمنٹ ہو یا اس کے باہر ہر جگہ دین و سیاست ایک دوسرے کا جزء بن گئے۔ (وقایع اتفاقیہ روزگار ص۱۸)

جمہوری اسلامی ایران کی آزادی کے بعد ہم نے مشاہدہ کیا کہ بعض لوگوں نے دین کو سیاست سے جدا کرنے کی کوشش کی تاکہ انقلاب اسلامی کو نابود کر دیں ان لوگوں کی کوشش ہے کہ لوگوں کے دلوں میں علماء و روحانیت کے خلاف جذبہ ابھرے سوفسطائی لوگ ہر چیز میں شک کرتے ہیں ایک سوچے بوجھے پروگرام کے تحت ان کی فعالیت جاری ہے۔

پر فائز ہوا علماء نے قم کا رخ کیا ۱۸ شوال ۱۳۲۳ھ عضد الملک و نظام الدولہ نے قم میں عدالت خانہ کی تشکیل دی علماء شاہ عبدالعظیم کی جانب واپس ہو گئے اس طرح سے قیام مشروطیت کا آغاز ہوا۔

جنوب ایران سے آیۃ اللہ سید عبد الحسین لاری نے اپنے شاگردوں و ساتھیوں کے ذریعہ پورے ایران میں پیغام انقلاب پہونچا دیا جس کی وجہ سے آپ کا ساتھ دینے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

سید لاری نے اصولی قوانین کے تحت سنی شیعہ سب کو متحد کر لیا آپ کی رہبری کو سنی شیعہ سبھی قبول کرتے تھے جس وقت فرمان مشروطیت جاری ہوا انجمن ملی فارس کی دعوت پر آپ شیراز تشریف لے گئے لوگوں نے اپنے مرجع تقلید اور جنوب ایران کے رہبر کا بے نظیر استقبال کیا۔

آیۃ اللہ لاری احمد بن موسیٰ علیہ السلام کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور وہیں پر قیام کر کے شیراز میں مشروطیت کی حمایت کا آغاز کیا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے فرزند شاہ چراغ کا آستان مقدس سید لاری اور ان کے ستر ساتھیوں کی قیام گاہ بن گیا آزادی طلب افراد شہر کی مسجد میں جمع ہونے لگے حکومت نے شاہ چراغ کے روضہ کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا گنبد پر گولہ باری کی وہاں جو لوگ محصور تھے ان کا کھانا پینا بند کر دیا پانچ روز تک حق و باطل کی جنگ ہوتی رہی ایک مجاہد شہید ہوا دو زخمی ہو گئے بازار بند ہو گیا تجارتی مراکز میں تالے پڑ گئے[1]

---

[1] احمد کسروی جو اسلام اور علماء کا دشمن تھا اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے "حکومت دشمن عناصر شاہ چراغ میں جمع ہو گئے تھے سید عبد الحسین

سید لاری کو شیراز کی جنگ میں بھی کامیابی حاصل ہوئی پانچ ہزار لوگوں کی رہبری حاصل ہوئی قشقائی گروہ کی رہبری صولت الدولہ کر رہا تھا اس نے بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ سید لاری کی حمایت کی شیراز کے تجار اور کچھ روشن فکر افراد نے آپ کی حمایت کی جس سے شیراز میں مشروطہ نظام کو کافی قوت ملی اس وقت سید لاری و صولت الدولہ نے بڑی ہوشیاری کا ثبوت دیا جس کے نتیجہ میں غرب میں بوشہر و شرق میں کرمان تک آپ کا تسلط ہو گیا۔

شیخ زکریا جو ایک انقلابی و سید لاری کے وفادار شاگرد تھے شرق میں جہاد کی رہبری قبول کی اس گروہ کو "تفنگچیان کوہستان" (پہاڑی جنگجو) کہا جاتا تھا اس نے کرمان، سیرجان، تبریز و داراب جیسے شہروں میں حکومت پر بہت زیادہ حملے کئے۔

لارستان کے جنوب میں بندر عباس و لنگہ کے علاقوں میں سید لاری کے وفادار ساتھیوں میں سے مصباح دیوان آوزی و حسین حاج آبادی نے فوج کی رہبری کی۔ کئی بار ان لوگوں نے بندر عباس پر تصرف حاصل کر کے وہاں کے مالیاتی اداروں پر قبضہ کیا جسے کئی مرتبہ تصرف میں لیا گیا تھا۔ کونسل خانہ کے انگریزوں سے ان کی جھڑپیں بھی ہوئیں لارستان

جو ایک مقام پرست ملا تھا اپنی نصرت کے لئے لوگوں کو بلایا ستر جنگجو کے ساتھ شاہ چراغ کو مرکز بنایا اور شہر میں حملہ شروع کیا تین ماہ سے زیادہ عرصہ تک جنگ جاری رہی۔ "تاریخ مشروطہ ایران ص ۵۴۵"

کے مغربی علاقوں میں سید حاجی بابا بہرمی و غلام حسین خان نے شجاعت کا ثبوت دیا کئی مرتبہ حکومت پر حملہ کیا ایک کو "سالار اسلام" اور دوسرے کو "سردار اسلام" جیسے لقب سے نوازا۔

یہ وہ وقت تھا جب شیراز میں صولت الدولہ اقتصام تاجروں کی حمایت سید لاری کو حاصل ہو چکی تھی حوزۂ علمیہ نجف اشرف نے بارہا آپ کی حمایت کا اعلان کیا تھا اور ہر موقع پر مدد کی [۱]

مشروطہ مشروعہ

مراجع تقلید کی رہبری میں امت اسلامی نے قدم آگے بڑھائے جس کی بنا پر مشرطیت کی مقبولیت کے اسباب فراہم ہو گئے ۱۸ شعبان ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۵ مہر ۱۲۸۵ھ شمسی پہلی مرتبہ مجلس شوریٰ ملی کے جلسہ کا آغاز ہوا اسی سال ۲۰ ذی قعدہ کو قانون پاس ہوا کہ یہ مجلس شوریٰ ملی مزید ۲ سال تک منحل نہیں ہو گی شاہ قاجار نے اس پر دستخط بھی کیا تھا۔

۲۴ ذی قعدہ کو مظفر الدین شاہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ ۳ ذی الحجہ کو محمد علی شاہ کی تاج پوشی ہوئی اس نے مشرطیت و مجلس سے اظہار تنفر کیا تاج پوشی کی رسم میں بھی اس نے نمایندگان مجلس کو مدعو نہیں کیا۔

---

[۱] گنجینہ اسناد ص ۱۵۰

آیۃ اللہ لاری نے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے "مشروطہ مشروعہ" جیسی کتاب لکھی جس میں آپ نے نظام مشروطیت کے سلسلہ میں اپنے نظریات کو بیان کیا آپ کے نظریہ کے مطابق اسلامی حکومت کا آغاز مجلس شوریٰ ملی کے ذریعہ ہونا چاہیئے مجلس بھی ایسی ہو جس کی رائے وصحت اسلامی قوانین کے مطابق ہو جس کے درج ذیل شرائط ہیں:

۱۔ صحیح عقیدہ کا ہونا

۲۔ علی الاعلان فسق وفجور کا مرتکب نہ ہونا

۳۔ ولی فقیہ کی اطاعت کرنا

مجلس شوریٰ کے ہر عضو میں ان شرائط کا ہونا ضروری تھا سید لاری کی نظر میں وہی رائے اور قول صحیح ہے جسے ولی فقیہ نے قبول کیا ہو آپ کا نظریہ تھا کہ سماج میں ناانصافی، اختلال نظم، سوء مدیریت کا سبب شوریٰ اسلامی کا نہ ہونا ہے رہبری و مدیریت واسلامی حکومت ولی فقیہ کے ہاتھوں میں ہونی چاہیئے آپ فرماتے ہیں:

"حکومت اور ولایت اولو الامر سے متعلق ہے جس کے بارے میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے": "النبی اولی بالمومنین من انفسھم" رسول اکرمؐ مومنین پر اولیٰ بالتصرف ہیں۔ (سورہ احزاب ۶)

عقلی ونقلی براہان، قرآن وسنت کے محکمات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فعل خدا غرض وہدف سے خالی نہیں ہوتا خدا کا ہر فعل نتیجہ وفائدہ کے تحت ہوتا ہے احکام الہٰی تابع مصالح ومفاسد ہیں یہ مصالح ومفاسد خود بندوں سے متعلق ہوتے ہیں نہ یہ کہ افعال خدا یوں ہی سرزد ہوتے ہیں لہذا ہر فکر ورای جو شریعت اسلام کے قوانین د

قواعد کے مخالف ہو وہ شیطانی حربہ ہے جس کی وجہ سے دین و دنیا میں تباہی ہوتی ہے سماج کا نظام مختل ہو جاتا ہے عدل و انصاف کا خاتمہ ہوتا ہے لہٰذا مسلمانوں کو تمام شیطانی افعال سے پرہیز کرنا چاہیئے [1]

سید لاری کے عقیدہ کے مطابق تمام کامیابیوں کا راز اسلامی اصول و محمد و آل محمدؐ کی سنّت پر عمل پیرا ہونا ہے اسلامی آرزوؤں کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ علماء و فقہاء کے نظریات حاصل کئے جائیں لہٰذا شوریٰ مجلس کی تشکیل ایک ضروری امر ہے [2]

آیۃ اللہ لاری گرانقدر کتاب "قانون مشروطہ مشروعہ" اس وقت تالیف کی جب زمانہ مشروطیت میں اتار چڑھاؤ تھا بلجیک، برتانیا و فرانس کی کوشش تھی کہ مشروطیت کو مغربی قوانین کے تحت مرتب ہونا چاہیئے تاکہ اسلامی قوانین کا نفوذ نہ ہو سکے یہ ایسی نادر کتاب ہے جو فقہ سیاسی و قانون گذاری کے سلسلہ میں تالیف کی گئی ہے اس کے ذریعہ سے دشمنوں کو ان کی حرکات سے روکا گیا ہے دوستوں کو شہر قرآنی غدیر کی دعوت دی گئی ہے ایسا شہر جس میں غیبت امام زمانہؑ میں ولی فقیہ تمام چیزوں پر حاکم ہوتا ہے آپ کا عقیدہ تھا کہ اسلامی قوانین کا اجراء کسی زمانے میں بھی غیر ممکن نہیں ہے امامؑ معصومؑ کی جانب سے ولی فقیہ کو نیابت و خلافت عامہ حاصل ہے امام زمانہؑ کی غیبت کے زمانے میں افراد بشر کی ضروریات کو یہ وحی کے مطابق تنظیم دے گا [3]

---

[1] ولایت فقیہ ص ۱۱۸ [2] ولایت فقیہ ص ۱۲۱

[3] تعلیقات مکاسب ج ۲ ص ۲۷۸

ضابطہ کلی وجامع علمی وعملی وتمام موانع کو برطرف کرنے کا واحد راستہ ولایت فقیہ ہے جو امام حسن عسکری علیہ السلام کے اس قیمتی جملہ سے واضح ہوتی ہے۔

فاما من کان من الفقہاء صائنا لنفسہ حافظا لدینہ مخالفا علی ہواہ مطیعا لامر مولاہ فللعوام ان یقلدوہ وذالک لا یکون الا بعض فقہاء الشیعہ لا کلہم ؎۱

پس فقہاء وعلماء کے درمیان جو خواہش نفسانی پر مسلط ہو گنا ہوں سے دور ہو اپنے دین کا محافظ ہو، ہوا وہوس پر قابو رکھے، صرف دستورات الٰہی کا پابند ہو تو عوام کے لئے ضروری ہے کہ ایسے فقیہ کی تقلید کریں لیکن ایسے صفات سب میں نہیں ہیں بلکہ بعض ہی ایسے صفات کے حامل ہیں ؎۲

آیۃ اللہ لاری نے جس وقت سعی کوشش سے اسلامی قوانین کی بنا پر مجلس شوریٰ ملی کی تشکیل دی اس وقت مجلس کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے اپنی حمایت کا اعلان کیا۔

"اس ملت کو جو نعمت حاصل ہوئی ہے میں اس کا شکر گذار ہوں اس مجلس اسلامی پر اور اسلامی دستورات پر ہماری ہزاروں جانیں قربان ہو جائیں میں ہر طرح سے اس مجلس اسلامی کی حمایت کا اعلان کرتا ہوں یہ مجلس شوریٰ اسلامی امام زمانہؑ کے لئے ہے لہٰذا عدل وانصاف کے تقاضوں

؎۱ وسائل الشیعہ ج ۱۸ ص ۹۴

؎۲ قانون مشروط مشروعہ ص ۵۴

کو اپنے اندر سمیٹے ہوتے ہے یہ مجلس جامعہ میں عدالت برقرار کرے امام زمانہؑ کی راہ میں اپنے قدم آگے بڑھائے [1]

آپ کا خیال تھا کہ مجلس ملی کے اندر مومن ومتدین افراد کا شامل ہونا ضروریات دین میں سے ہے اس سے دوری گویا جہاد فی سبیل اللہ سے راہ فرار اختیار کرنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"مجلس ملی اسلامی سے مستعفی ہونا، مخالف کرنا، خدمت واطاعت سے عذر پیش کرنا بغیر عذر شرعی کے جہاد راہ خدا سے فرار ہونے کے مترادف ہے [2]

اگرچہ آیۃ اللہ نائینی نے "تنبیہ الامہ وتنزیہ الملۃ" تالیف کر کے امت اسلامی کے تعارف میں نمایاں کام کیا لیکن سید لاری کی تالیف زمانے کے لحاظ سے بھی مقدم تھی اور مشروطیت کے زیادہ وقایع کو اس میں ذکر کیا گیا ہے۔

قیام سید لاری و مجلس شورائے ملی

سید عبدالحسین لاری کی فعالیت شیراز و جنوب ایران میں جاری تھی آپ کو علم تھا کہ مغرب والوں نے مسلمانوں پر کس طرح تہذیبی تخریب

---

[1] قانون مشروطہ مشروعہ ص ۴۴

[2] قانون مشروطہ مشروعہ ص ۴۹

کاری کی ہے لہٰذا آپ نے قانون مشروطہ مشروعہ نامی کتاب تالیف کی آپ اس کوشش میں تھے کہ مجلس، اسلامی مجلس ہو جس کے اختیارات ولی فقیہ کے ہاتھوں میں ہوں مجلس میں جس قانون کی بھی تصویب ہو اس پر ولی فقیہ کی نظر ہو، ناانصافی و بے عدالتی کا خاتمہ ہو مجلس کے تمام قوانین اسلامی قوانین ہوں۔

تہران و شیراز کی باطل قوتوں نے متحد محاذ قائم کر لیا تاکہ جنوب ایران میں سید لاری کے قیام کو دبا دیں اس لیے کہ سید لاری کا قیام ظلم و ستم کے خلاف تھا اسی بنا پر نمایندگان مجلس میں سے سید جعفر نامی شخص نے سید لاری کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے کہا:

"اس انجمن کے اکثر مسائل زیادتی کا شکار ہیں یہ حاجی سید عبد الحسین لاری اگرچہ صنف علماء سے ہیں ان کی حمایت کرنی چاہیئے لیکن ان سے سوال کرنا چاہیئے کہ کس دلیل کی بنا پر آپ لارستان سے شیراز آئے ؟ آپ کو اس فعالیت کا حق نہیں پہونچتا لہٰذا ان کی فعالیت پر پابندی لگنی چاہیئے۔[1]

شیخ یوسف جو شیراز کا نمایندہ مجلس تھا اس نے بھی نماز جمعہ قائم کرنے کی بنا پر سید لاری کو بدعت گذاری کے نام سے پہنچواتے ہوئے کہا:

سید لاری نماز جمعہ کو واجب جانتے ہیں بدعت گذار ہیں انھیں لارستان سے لایا گیا ہے تاکہ اس قسم کی شرارت کرتے رہیں[2]

---

[1] ولایت فقیہ ص۵۶

[2] ولایت فقیہ ص۵۶

یہ باطل بیانات اس وقت ہو رہے تھے جب ۱۵ صفر ۱۳۲۵ھ کے جلسہ میں سعد الدولہ نے رعایا کی شکایت اس طرح کی جس سے وکیلوں کے تمام راستے بند ہو گئے قوام سے رابطہ کے سلسلہ میں وہ کہتا ہے شیراز کے لوگوں کا کہنا ہے کہ قوام مشروطیت کے لیے رکاوٹ ہے اسی بنا پر وکلاء تہران نہیں آ سکتے ۱۲ ربیع الاول کو انجمن اسلامی، علماء شیراز کی جانب سے مجلس میں ٹیلیگرام پڑھا گیا تو آیۃ اللہ سید عبد اللہ بہبہانی نے اس طرح اظہار خیال کیا:

"قوام الملک کا شیراز میں رہنا لوگوں کی ہلاکت کا باعث ہے"

بہت سے نمایندگان مجلس نے وزارت داخلہ سے درخواست کی کہ قوام الملک کو علیحدہ کر دیا جائے۔

سید لاری نے مجلس و نمایندگان مجلس کے لیے جو شرائط و قوانین مرتب کیے تھے بعض لوگوں کے اندر وہ شرائط نہیں تھے لہذا سید لاری کی مخالفت کرتے ہوئے ظالمین کا ساتھ دیا۔

فتنہ کی چنگاری

شعبان ۱۳۲۵ھ میں نائب الحاکم کے فرمان کے مطابق قوام دوبارہ شیراز واپس آ گیا لوگ اس سے ملاقات کے لیے جمع ہوئے وہاں حاجی سید ابراہیم مدرس بھی موجود تھے جو مدرسہ آقا بابا خان کے استاد تھے قوام کہتا ہے:

اے لوگو! میں تہران گیا تھا تاکہ آپ لوگوں کے سکون وآرام کے لئے کام کروں اور علمار مشروطہ کے رابطہ کو بیان کروں میں اس نتیجہ پہ پہونچا کہ قانون مشروطہ اچھا قانون ہے اعلیٰ حضرت ہمایوں نے بھی مجلس کو قبول کیا ہے لیکن اسے جائز و شریعت اسلام کے مطابق ہونا چاہیئے میں بھی مشروطہ مشروعہ کا حامی ہوں شریعت اسلام کا پابند ہوں لیکن مجھے ہرگز یہ منظور نہیں کہ لوگ اسلامی قوانین کے خلاف زندگی بسر کریں۔

مجمع میں سے ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا، گویا آج تک ہم شریعت اسلامی سے بے بہرہ تھے کہ جناب عالی ہمیں شریعت سکھانے آئے ہیں۔

دوسرے نے کھڑے ہوکر کہا، مدتوں سے بے گناہوں کا خون بہانے والے، مظلوموں کا مال ہڑپنے والے آج دین و شریعت کی باتیں کر رہے ہیں اسلام کے لئے ماں سے زیادہ مہربان دائی بنے ہوئے ہیں۔

حاجی سید ابراہیم نے کھڑے ہوکر کہا، جناب قوام شریعت اسلام میرے جد امجد کی لائی ہوئی شریعت ہے میں اس کا درس دینے والا ہوں آج وہ وقت آگیا ہے کہ تم مجھے دین و شریعت کی باتیں بتاتے ہو؟

شاہ کے حکم سے اس بار قوام لوگوں کا خون بہانے کے لئے شیراز آیا ہے تاکہ مشروطہ طلب افراد کا خون بہائیں لہذا مردوں پر نہیں بلکہ زندہ لوگوں پر آنسو بہانے کا وقت آگیا ہے۔

ہم بیکار ہی اس کی ملاقات کے لئے آئے آزمائے ہوئے کو آزمانا بہت بڑی غلطی ہے ہم یہاں سے چلیں اپنی نجات کے لئے خود کوشش کریں[1]۔

---

[1] ولایت فقیہ ص۵۶

۲۱ شوال ۱۳۲۵ھ مجلس ملی میں وزیر داخلہ بھی موجود ہے مرزا ابوالحسن خان اس سے سوال کرتے ہیں:

حاکم فارس یہاں سے جائے گا یا نہیں؟

وزیر داخلہ: ہاں جائے گا یہاں جو انقلاب رونما ہوا تھا وہ برطرف ہو گیا کچھ دن اور رہے گا پھر یہاں سے چلا جائے گا۔

صدر مجلس: شیراز سے جو تار آیا ہے اس کی بنا پر علاء الدولہ اب شیراز نہیں جائے گا۔

تار کا مضمون یہ ہے:

"تمام اخبارات و وزارت خانے و مجلس محترم خدا کی قسم ہمارا کوئی قصور نہیں ہے انجمن اسلامی کی خواہش مشروطہ ہے علاء الدولہ نے جو حاکم معین کیا ہے اس سے اہل فارس وحشت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قوام اور اس کے اولاد اہل فارس کو چین سے نہیں رہنے دیتے خدا ہمیں علاء الدولہ کی حکومت کے شر سے نجات دے"

عبدالحسین موسوی

۴ ذی قعدہ ۱۳۲۵ھ کو مجلس میں یہ کہا گیا۔

علاء الدولہ نے استعفا دے دیا ہے دو ماہ سے شیراز بغیر حاکم کے ہے علاء الدولہ بھی جانے والا نہیں ہے سید لاری کے تار نے بڑا اثر دکھایا۔

شنبہ ۴ صفر ۱۳۲۶ھ قوام الملک دیوان خانہ کی باغ میں تھا اطراف میں ہالی موالی تھے اچانک ایک نوجوان قریب آیا اور چار گولی اس کے سینے میں اتار دی قوام الملک وہیں مرگیا انقلاب مشروطیت کی ایک چنگاری دشمن کے جلن میں لگی وہ بھیڑیا جس نے سیکڑوں بکریوں کا خون پیا تھا

آج خود اپنے خون میں غوطہ ور ہوگیا۔

شیراز کا نیا حاکم غلام حسین غفاری ہوا جو صاحب اختیار بھی تھا "معتمد دیوان" کے خدمت گذاروں میں سے نعمت اللہ بروجردی نے قوام الملک کو کیفر کردار تک پہونچایا تھا اسے گرفتار کر لیا گیا اور ایک قول کے مطابق مار ڈالا گیا۔

قوام کے ماننے والے معتمد دیوان کے گھر کی جانب بڑھے راستے میں مدرسہ ہاشمیہ کے استاد مرزا بزرگ کواری کے گھر کو لوٹ لیا۔ معتمد دیوان جو آیۃ اللہ لاری سے کے مخلصین میں سے ہیں ایک مضبوط مکان میں مقیم ہیں جس کی حفاظت لارستان وکواری کے نوجوان کر رہے تھے جس کی بنا پر قوام کے ماننے والے کچھ نہ کر سکے۔

قوام کی مجلس ترحیم کے موقع پر اس کے ایک نوکر نے کہا:

ہمارے سردار کو قتل کرنے والے بھی بے شرمی سے اس مجلس میں آئے ہیں تاکہ ہمیں دھوکے میں رکھیں لیکن ہم انھیں جانتے ہیں اور ہم اپنے سردار کے خون کا بدلا ضرور لیں گے۔

اس بات سے مجلس میں ایک ہنگامہ ہوگیا۔ سالار سلطان و نصر الدولہ و قوام کی اولاد کے پاس ہی سید احمد معین الاسلام دشتکی بیٹھے تھے جیسے ہی بھگدڑ مچی وہ پیچھے پیچھے دالان تک آئے بندوق کی آواز آئی سالار سلطان کی چیخ سنائی دی: آہ سید احمد نے مجھے مار ڈالا۔

سید احمد حیران و پریشان کھڑے تھے اچانک بھاگنے لگے قوام کے ٹکڑوں پر پلنے والوں نے ان پر حملہ کر دیا بندوقیں چلنے لگیں سید احمد کو زندہ یا مردہ رسی میں جکڑ کر قوام کے گھر کی جانب لے چلے جس کے

ہاتھ میں جو تھا اسی سے سید احمد کے بدن پر ضرب لگاتا تھا۔ ان کی لاش پر پٹرول چھڑک کر آگ لگادی گئی اس کے بعد لاش کو بورے میں بھر کر شمالی شیراز کے ایک کنوئیں میں گرادیا گیا جس کی گہرائی ۱۰۰ میٹر تھی۔

سید احمد دشتکی کا ربط ضبط سید علی اکبر فال اسیری سے بہت زیادہ تھا آپ سید لاری کے وفادار ساتھیوں میں سے تھے۔

حاجی شیخ محمد باقر اصطہباناتی شیرازی کے دانشمندوں میں ہیں آپ کی عمر اسّی سال ہے اپنی ضعیفی کی وجہ سے گھر سے باہر نہ نکلے اپنے امامباڑہ کے چھوٹے دروازہ سے باہر نکلے کہ شور وغل سنائی دیا آپ کے چاہنے والوں میں سے ایک نے سہارا دیا کہ آپ کو ہنگامے سے محفوظ مقام پر پہونچا دے لیکن شکر اللہ بیگ نے پیچھے سے دونوں پر حملہ کر دیا وہیں پر دونوں شہید ہو گئے۔

آیۃ اللہ لاری نے حضرت آیۃ اللہ محمد طباطبائی و آیۃ اللہ سید عبداللہ بہبہانی کو مجلس ملی کو جو تار روانہ کیا اس میں مزدوران قوام کے فتنوں کو بیان کیا اور آخر میں " وااسلاما " کی آواز بھی بلند کی۔

شیراز کا حکمراں برطرف کر دیا گیا ۱۳۲۶ھ صفر کے آخر میں ظل السلطان کو نیا حکمران بنایا گیا۔ نئے حکمران نے شیراز میں آنے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ سید احمد دشتکی کی لاش تلاش کی عزت واحترام سے تشیع جنازہ کرائی مجالس ترحیم کا انعقاد کیا۔ اب قوام کی اولاد میں کسی کا پتہ نہیں تھا قوام کی تمام چیزوں پر معتمد دیوان کا قبضہ ہو گیا جو سید لاری کے خاص افراد میں سے تھے اب سید لاری اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوشی خوشی لارستان واپس آگئے۔

تنگستان کے مجاہدین

سید لاری نے دیکھا کہ مشروط طلب افراد و استبداد طلب افراد میں بڑا شدید اختلاف ہوگیا ہے لہذا آپ نے اختلاف کم کرنے کے لئے ۱۳۲۶ھ کے محرم میں "قانون در اتحاد ملت و دولت" نامی کتاب تالیف کرکے چھپوائی جس میں مشروطیت کی حمایت تھی اس وجہ سے کہ آپ جانتے تھے کہ اگر اختلاف برقرار رہا تو خطرناک نتائج سامنے آئیں گے۔

محمد علی شاہ نے مجلس کو گیند کے ساتھ باندھ دیا اب استبداد صغیر کا دور شروع ہوا لیکن آزادی طلب افراد خاموش نہیں بیٹھے بلکہ تبریز رشت، اصفہان و لارستان میں انقلاب کو تیزی سے بڑھا رہے تھے۔[1]

سید مرتضیٰ مجتہد اہرمی تنگستانی نے سید لاری کی رہبری میں قیام کا آغاز کیا رئیس علی دلواری اور ان کے ساتھیوں کے مدد سے آپ نے بوشہر کو ظالمین کے چنگل سے نجات دی۔ ادارات و مالیاتی ادارہ پر انقلابیوں کا تصرف ہوگیا مشروطیت کا اعلان کردیا گیا تھوڑی مدت تک ان کی حکومت تھی کہ محمد علی قاچار نے احمد خان دریابیگی کو فوج

---

[1] ولایت فقیہ ص ۶۶

کے ساتھ روانہ کیا شدید جنگ ہوئی سید مرتضیٰ کے گھر پر توپوں سے گولہ باری کی گئی۔ دونوں جانب سے شدید جنگ کے بعد حکومت قاچار نے غلبہ حاصل کیا سید مرتضیٰ کو تھوڑی مدت قید میں رکھنے کے بعد عراق شہر بدر کر دیا گیا۔

"خوانین گراش، بستک و آوذ کے اشرار جیسے قبیلے جو سید لاری و لارستانیوں سے عناد و دشمنی دیرینہ رکھتے تھے لارستان میں ہنگامہ آرائی شروع کر دی غارت گری و سید لاری کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا ظالم حکومت سے بھی سانٹھ گانٹھ کر کے سید لاری کے گھر کو ویران کر دیا یہاں تک کہ ان کی تمام کتابیں اٹھالے گئے اہل خانہ کو دربدر کر دیا چاہنے والوں کو مشروطہ کا حامی ہونے کی بنا پر قتل کیا۔[1]

سید لاری نے ان ظالمین کو سرکوب کرنے کے لیے قصاص کا حکم صادر کر دیا سید لاری کے چاہنے والے قبائل حکومت و ظالمین سے انتقام لینے کے لیے آگے بڑھے بستک کو فتح کیا ظالمین کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی سید لاری نے مجاہدین کی تشویق کرتے ہوئے سید علی مُہری کو جو خط لکھا اس میں یہ عبارت بھی تھی؛

"ضربة علي يوم البستك افضل من عبادة الثقلين"

یعنی علی مُہری کی ضربت بستک کے دن ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔

سید لاری نے نجف اشرف کے آیات عظام سے خط و کتابت

---

[1] شجرہ طیبہ ص ۲۲

کے سلسلے کو باقی رکھا جن میں آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد کاظم یزدی صاحب کتاب عروۃ الوثقیٰ و آیۃ اللہ العظمیٰ اخوند خراسانی صاحب کتاب کفایہ بھی ہیں۔ ملا کاظم اخوند خراسانی نے ایک خط میں طغرائی اصفہانی کے ان اشعار کو ذکر کیا ہے:

اعدی عدوک ادنی وثقت بہ — وحاذر الناس واصحبہم علی دخل

وانما رجل الدنیا وواحدہا — من لا یعول الدنیا علی رجل

غاض الوفا وفاض الغدر وانفرجت — مسافۃ الخلف بین القول والعمل

تمہارا سخت ترین دشمن وہ ہے جس پر تم بہت زیادہ اعتماد کرتے ہو لوگوں سے پرہیز کرو ان سے ہوشیار رہو تنہا مرد میدان وہی ہے جو دوسروں پر بھروسہ نہ کرے آج وفاداری کم دھوکا دھڑی زیادہ ہے قول و فعل میں بہت زیادہ فاصلہ ہو چکا ہے [1]

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ شب کو انگریزوں نے بوشہر پر قبضہ کر لیا ڈاک ٹکٹ پر یہ عبارت درج کر دی گئی "بوشہر پر انگریزوں کا قبضہ" انگریز حاکم نے اپنی حکومت کے لیئے یہ اعلان کرا دیا:

"بوشہر میں جو انگریز حکومت ہے اس کا حکم ہے کہ پورے بوشہر پر انگریزوں کی حکومت ہے تمام مالیاتی اداروں پر انگریزوں کا اختیار ہونا چاہیئے۔

اس واقعہ سے سید لارکی کو بہت صدمہ ہوا اس کی وجہ آپ بوشہر کے قبائل میں اختلاف جانتے تھے بوشہر پر قبضہ کے دوران دو صاحب

---

[1] ولایت فقیہ ص۵۸

منصب اور تین انگریز سپاہی ہلاک ہوئے تھے جسے انگریز حکومت برداشت نہیں کر پا رہی تھی چنانچہ حکومت ایران کو متنبہ کرنے و مقصّرین کو سزا دینے کے لئے یہ رویہ اپنایا کہ اعلان کر دیا:

"حکومت برتانیا اعلان کرتی ہے کہ بوشہر کے کسی سپاہی و شہری سے بھی دشمنی کا برتاؤ نہیں کیا جائے گا"۔ [1]

جنوب ایران کے رہبر آیۃ اللہ لاری نے حکم جہاد صادر کر دیا آیت اسلامی و مجاہدین کی تشویق کے لئے خود آپ دشمنوں کے درمیان "کوردہ" نامی مقام پر جہاد کے لئے آگئے۔

بوشہر ایران کے دریائی تجارتی مرکز میں سے ایک تھا ایران میں اسلام سے قبل اس کا وجود نہ تھا بوشہر سے دو فرسخ کی دوری پر ایک آبادی تھی جسے "ریشہر" کہتے تھے کریم خان زند کے دور سے بوشہر میں آبادی بڑھنے لگی ناصر الدین شاہ کے دور میں یہ ایک تجارتی مرکز کی صورت اختیار کر گیا۔

ہندوستان میں رہنے والے انگریز اس شہر کی تجارتی اہمیت کو جانتے تھے تجارتی و اقتصادی روابط کے بہانے انھوں نے ہندوستان میں اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا اب ان کی آرزو تھی کہ اسلامی ملک ایران پر بھی تصرف کریں یا کم سے کم ایران پر روسیوں کے اثر کو ختم کر دیں۔

۱۲۷۳ھ میں پہلی مرتبہ بوشہر پر انگریزوں نے ہجوم کیا اور شہر کو اپنے تصرف میں کر لیا۔

---

[1] ولایت فقیہ ص۷۹

باقر خان ضابطہ تنگستانی اپنے بڑے فرزند احمد خان کے ساتھ چار سپاہیوں کے ساتھ ریشہر کے قلعہ میں تھا بوشہر کے حاکم اور فارس کے والی نے اس سے مدد طلب کی تاکہ انگریزوں سے مقابلہ کر سکیں قلعہ استحکام کے لحاظ سے بالکل خالی تھا پھر بھی احمد خان وہیں انگریزوں کا منتظر رہا۔

انگریزوں کی آٹھ ہزار فوج آگئی جس میں تیس جنگی بیڑے بھی تھے زوال کے وقت شدید گولہ باری کر کے قلعہ پر حملہ کر دیا۔

تنگستان کے مجاہدین نے صبح ہوتے ہی جنگ شروع کر دی بڑی دلیری سے لڑے دشمن کی فوج اتنی نزدیک ہوگئی کہ تلوار و برچھی کی جنگ ہونے لگی۔ آٹھ آدمیوں کو قتل کیا اور پانچ توپ مال غنیمت ملی احمد خان اپنے کئی ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوگیا قلعہ پر دشمن کا قبضہ ہوگیا[1]

۱۳۲۳ھ میں بوشہر پر دوسری مرتبہ انگریزوں نے حملہ کیا یہ سال پہلی عالمی جنگ کا سال تھا انگریزوں کا نفوذ تجارتی مراکز پر بہت زیادہ ہوگیا تھا ہر روز ایک نئی جنگی کشتی وارد ہوتی تھی بوشہر کے در و دیوار پر ہر گھڑی سے انگریزوں کی جانب سے ایک نئی نوٹس ہوتی تھی جس سے اہل شہر مضطرب و پریشان تھے۔

ایک دن ایک جرمنی عمارت میں جرمنی میاں بیوی تجارت کی باتوں میں مشغول تھے اور انگریزوں کے خلاف تبلیغ بھی کر رہے تھے انگریز جنرل نے اپنے سکون و آرام میں خلل خیال کرتے ہوئے حکم صادر

---

[1] دیران تنگستانی، محمد حسین رکن زادہ ص۵۸

کیا کہ مکان کو گھیر لیا جائے چنانچہ مکان کا محاصرہ کر کے دونوں کو قیدی
بنا کر ہندوستان روانہ کر دیا گیا۔

بوشہر کے حاکم نے اس واقعہ کو تہران لکھا لیکن کوئی جواب نہ آیا انہیں دنوں ایک انگریز افسر پر ایک تنگستانی جوان نے حملہ کر دیا اگرچہ انگریز حملہ سے بچ گیا لیکن اس نے انگریزوں کو مدد کے لیئے بلایا تاکہ انگریز اپنے دل کی بھڑاس نکال سکیں۔

اب وہ فوج جو عراق کی جانب حرکت کرنے والی تھی بوشہر آگئی دارالحکومت و مالیاتی ادارہ اور دوسرے تمام دفتروں پر قبضہ کر لیا وہاں کے حاکم موقرالدولہ کو ہندوستان کے ایک علاقے میں قید کر دیا گیا۔

رئیس علی دلواری، شیخ حسین چاہ کوتاہی، زائر خضر خان اہرمی کو جب واقعات کا علم ہوا تو دشمنوں سے مقابلہ اور وطن کی حفاظت کے لیئے آگے بڑھے۔

رئیس علی نے ایک سو اور حسین چاہ کوتاہی اور زائر خضر خان نے چار سو سپاہیوں کے ساتھ انگریزوں پر حملہ کر کے انھیں مار بھگایا۔

۱۳۳۳ھ میں تیسری مرتبہ اسلامی سرزمین پر انگریزوں نے حملہ کیا اس وقت آیۃ اللہ لاری نے جہاد کا حکم صادر کیا سید لاری کے باوفا سپاہی دشمن کی حرکت پر کڑی نگاہ رکھتے تھے سید لاری کے حکم جہاد کی بنا پر اپنے کو جنگ کے لیئے تیار کر لیا تھا۔

تنگستان بوشہر کے جنوب میں پانچ فرسخ کے فاصلہ سے شروع ہو کر صحرا کی خاک سے مل جاتا ہے۔ اس کا مرکز اہرم ہے جو بوشہر سے چودہ

فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے دِلوار بھی تنگستان سے متعلق ہے ساحل دریا بوشہر سے چھ فرسخ کے فاصلے پر ہے یہ بھی ایک چھوٹی بندرگاہ ہے جنوب بوشہر سے دس فرسخ کی دوری پر ایک گاؤں ہے جسے چاہ کوتاہ کہتے ہیں۔

۱۳۳۳ھ میں دلوار کے حاکم رئیس علی تھے جو ایک دیندار و شجاع آدمی تھے۔ اہرم پر زائر خضر خان کا قبضہ تھا۔ چاہ کوتاہ کے حاکم شیخ حسین خان تھے یہ سب کے سب انگریزوں کے دشمن تھے۔ ۱۳۳۳ھ میں سب نے مل کر انگریزوں کے خلاف محاذ قائم کیا خضر خان کی دلاوری و بہادری دیکھ کر آیۃ اللہ لاری نے آپ کو سالار اسلام کے لقب سے نوازا اور شیخ حسین خان کی شجاعت کو دیکھتے ہوئے سردار اسلام کا لقب عطا کیا ان لوگوں کے مقابلہ میں انگریزوں کو شکست ہونے والی تھی کہ ایک غدار نے پشت کی جانب سے رئیس علی دلواری پر حملہ کر کے شہید کر دیا اس کے بعد بھگدڑ مچ گئی بوشہر پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا [1]

بوشہر پر قبضہ کرنے کے بعد انگریزوں نے اپنی توجہ کامرکز شیراز قرار دیا لارستان پر تصرف کے خواب دیکھنے لگے انھیں آیۃ اللہ لاری کی قوت کا اندازہ ہے انھیں یہ بھی معلوم ہے کہ آپ انگریزوں کے کسی قدر دشمن ہیں لہٰذا ملک کے غدار جیسے قوام الملک کی مدد و مجبر السلطنہ کی حمایت سے "کوردہ" کا محاصرہ کر لیا۔

دشمن کی فوج جس وقت وارد ہوئی آیۃ اللہ لاری محراب مسجد میں

---

[1] دیران تنگستانی ص۱۸

نماز جماعت ادا کر رہے تھے سید لاری کے وفادار ساتھیوں میں سے
رئیس علی مسجد میں داخل ہوا سید لاری کو اپنے لاجواب گھوڑے پر
سوار کر کے انگریزوں کی بارہ ہزار فوج کے سامنے سے گذرتا ہوا باہر
نکل گیا دشمن نے حملہ کیا سید لاری کے عمامہ و عبا پر گولیاں لگیں
لیکن خدا نے انھیں بال بال بچالیا[۱]

جس گاؤں میں سید لاری تھے اسے چاروں طرف سے دشمن
نے گھیر لیا ویرانی شروع کر دی مسجد و محراب میں آگ لگاتے ہوئے
سید لاری کے گھر کو ویران کر دیا افراد خاندان کو قید کر کے شیراز روانہ
کر دیا فقیہ ربانی آیۃ اللہ سید عبد الباقی شیرازی داماد سید لاری
نے مجز السلطنہ سے مذاکرات کر کے افراد خانہ کو آزاد کرا کے گھر
واپس روانہ کر دیا مجز السلطنہ اگرچہ اس بات پر راضی نہیں تھا مگر اہل
فارس کے خوف کی بنا پر اس نے خاندان سید لاری کو آزاد کر کے
ان کے داماد کے سپرد کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد آیۃ اللہ لاری فیروزآباد چلے گئے تاکہ وہاں سے
لوگوں کی رہبری کریں انگریزوں کے خلاف جہاد کے لئے لوگوں کو آمادہ
کریں صولت الدولہ قشقائی جو سردار قریہ تھا اس نے آپ سے فیروزآباد رہنے
کی گذارش کی سید لاری نے بھی اسے قبول کر لیا اہل خاندان کے ساتھ
شیراز سے فیروزآباد آگئے

۱۳۳۵ھ میں برتانیا نے جنوب میں اپنی پولیس تشکیل دی جس میں

---

[۱] شجرۂ طیبہ ص۱۳

ہندوستانی سپاہی و انگریز افسران تھے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے انھوں نے وہاں کے لوگوں کو بھی ملانے کی کوشش کی۔

حکومت برطانیا کے نائب کونسل نے صولت الدولہ سے ملاقات کرنے کا تقاضہ کیا "ارژن" کے صحرا میں ملاقات ہوئی اس ملاقات کے موقع پر جنرل ساکس جنوب کا پولیس افسر، کونسلگر، دس بڑے عہدے داران شامل تھے۔

سردار قریہ نے حکم جاری کیا کہ ارژن کے صحر سے دہ شیخ تک دس فرسخ کے فاصلہ پر دو ہزار سوار خیمہ ڈالیں اور خیموں میں رہنے والوں کے مقابلے کے لئے تیار رہیں انگریز وہاں آئے سردار سے التماس کیا کہ انگریزوں کو تجارتی مال لانے اور لے جانے کی اجازت دیدیں اور قمشہ کی حدود تک انتظام انگریزوں کے ہاتھ میں رہے جس کے مقابلے میں انگریز اپنی مزید فوج میں زیادتی نہیں کریں گے داخلی معاملات میں مداخلت بھی نہیں کریں گے شیراز میں صرف پانچ سو پولیس والے وقتی طور پر موجود رہیں گے اگر اس سے کسی نے تجاوز کیا تو معاہدہ فسخ ہو جائے گا۔

جنرل ساکس نے پچیس ۲۵ ہزار سونے کے سکّے ہدیہ کے طور پر صولت الدولہ کو دینا چاہا لیکن صولت الدولہ نے اسے قبول نہیں کیا پولیس جنوب کے افسر کو معلوم تھا کہ سردار قلباً ان سے راضی نہیں ہے لہٰذا وہ ہندوستان گیا تاکہ آیندہ پروگرام کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔

صولت الدولہ نے جنرل ساکس کو سخت خط لکھا جواب میں جنوب کے پولیس افسر نے قلعہ کو گھیر لیا صولت الدولہ بھی اپنے قبیلہ کے ساتھ آمادہ

ہو کر فیروز آباد کی جانب بڑھا۔ فیروز آباد میں رئیس الوزرار کا خط پہونچا کہ حکومت جنوب کی پولیس کو قانونی نہیں مانتی آپ بھی اسے قانونی نہ مانیں انگریزوں کی ہمت اتنی بڑھ گئی ہے کہ لوگوں کی ناموس بھی محفوظ نہیں ہے۔ آیۃ اللہ لاری نے مظلوم عوام کو جہاد کا حکم صادر کر دیا تاکہ امت اسلامی عزت و آبرو کی زندگی بسر کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت باری تعالیٰ کی جانب سے اعلان فرمان قضا۔

حسب الاحکام ملک علام و حجۃ اسلام و امام علیہ السلام و محکمات قرآن "یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین" توبہ ۷۳۔ و "من یتولھم منکم فانہ منھم" مائدہ ۵۱۔ مسلمانوں کے تمام فرقوں پر خدا کی راہ میں جہاد واجب ہے دنیا میں چھ کروڑ مسلمان ہیں سب پر جہاد واجب ہے یہاں تک کہ عورتوں اور بچوں پر بھی جہاد واجب فوری ہے۔ کفار کو مالیات ادا ان کی مدد کرنا اسلحہ دینا سب کچھ حرام ہے۔ کسی بھی طرح کی اعانت کرنا گناہ کبیرہ و عذاب النار ہے۔ خداوند عالم مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم۔ توبہ ۵۔ فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین درجۃ۔ نساء ۹۵ ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ۔ عنکبوت ۶۔ ولہ من الانعام فی کل عام مثلا فی بیت المال المسلمین من سھم المؤلفۃ والمجاھدین مع الاجر العظیم وانا بہ زعیم۔ اقل خدام الشریعۃ المطھرۃ صحیح عبدہ عبدالحسین موسوی[1]

---

[1] متن حکم جہاد آیۃ اللہ لاری کی فوٹو کاپی جو بتوسط حجۃ الاسلام و المسلمین جناب سید امیر حسین مرعشی نجفی مولف کے پاس پہونچی اس میں اور ولایت فقیہ نامی کتاب میں جو فتویٰ جہاد ہے کچھ فرق ہے۔

سردار عشایر نے ہزاروں کے مجمع میں انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دلائی آپ کہتے ہیں: "دین مقدس اسلام نے ناموس اور وطن کی حفاظت ہم پر واجب قرار دی ہے لیکن وائے ہو ہم پر یہ ہمارا وطن ہے کہ مٹھی بھر انگریز ہمیں اذیت دے رہے ہیں ہماری ناموس کو ہندوستان بھیجا جا رہا ہے! میں ایرانیوں کی شرف و آبرو کے نام پر مدد کا طالب ہوں سب متحد ہو کر ہماری مدد کریں کہ ہم دشمن سے مقابلہ کے لیئے آمادہ ہو سکیں لے

سردار عشایر کی تقریر کے بعد مجاہدین کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا قشقائی کے مرد و عورت سب نے انگریزوں کے خلاف جہاد کی حمایت کی آیۃ اللہ لاری سے کے فرمان کو سردار عشایر نے ہر جگہ نشر کیا محمد خان نے ایک روز باغ میں ناصر دیوان سے ملاقات کی حکم جہاد کا اعلان کیا ناصر دیوان نے مسلمانوں سے اتحاد و انگریزوں کے خلاف جہاد کا یقین دلایا۔

پندرہ روز کے اندر مجاہدین کی چھ ہزار فوج جہاد کے لیئے تیار ہو گئی سردار عشایر نے شیراز کے محاصرہ کے لیئے اس تعداد کو کافی سمجھا اور شعبان ۱۳۳۶ھ میں انگریزی فوج کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تفصیلات احمد شاہ قاچار و صمصام السلطنۃ بختیاری و رئیس الوزراء وغیرہ کے پاس روانہ کر دیا۔

حبیب اللہ خان قوام الملک کے داماد منتصر الملک و ضرغام الشریعہ

لے ولایت فقیہ ص۸۳

نے فرمانروا کی جانب سے سردار عشایرہ سے ملاقات کی درخواست کی ملاقات کے اسباب معلوم کرنے کے بعد صولت الدولہ نے اسے قبول کر لیا۔

منتصر الملک نے کہا: ہم اس لیئے آئے ہیں کہ فرمانروا کی جانب سے آپ سے مذاکرہ کریں کہ آپ انگریزوں کے خلاف جنگ نہ کریں۔

صولت الدولہ نے جواب دیا: اولاً ہم اپنی حکومت کی جانب سے متجاوز انگریزوں سے جنگ کے لیئے ہی یہاں آئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلامی سرزمین پر آئے پھر فارس پر قبضہ کر لیا فوج تشکیل دی ہمارے وطن پر زیادتی کی اہل وطن کی توہین کی ہے ثانیاً حکومت سے ہٹ کر بھی ہم مسلمان و شیعہ ہیں مجتہد وقت کے فتوے کے پابند ہیں تمام مجتہدین نے خاص کر مجتہد وقت آیۃ اللہ لاری نے جہاد کا حکم صادر کیا ہے لہذا ہم اطاعت کرنے پر مجبور ہیں۔ ان سب کے باوجود ہم آپ کی شرائط صلح جاننا چاہتے ہیں [1]

منتصر الملک: ایک لاکھ تومان نقد اور اصفہان سے بوشہر تک کی امنیت کی ضمانت انگریزوں کی جانب سے ہے اس کے علاوہ دو ہزار بندوقیں و چار عدد توپیں انتظامات کے لیئے آپ کو دی جائینگی۔

صولت الدولہ: تمام اہل قشقائی میری اولاد کی طرح ہیں پھر بھی میں ان کی سرپرستی و سرداری چھوڑنے کے لیئے تیار ہوں اور دو لاکھ تومان نقد بھی دونگا کہ انگریز سرزمین ایران چھوڑ کر چلے جائیں۔

---

[1] ولایت فقیہ ص۸۷

اگر انگریزوں نے جنوب کی پولیس کو منحل نہ کیا فارس سے باہر نہ گئے تو ہم ان سے جنگ پر مجبور ہوں گے جب تک ہمارے بدن میں جان باقی ہے ہم جہاد سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

منتصر الملک شیراز واپس ہو گیا تفصیلات فرمانروا سے عرض کی محمد خان جو مجاہدین کا رابطہ تھا بھیس بدل کر کازرون کے دروازہ سے شیراز میں داخل ہوا حاجی واعظ خراسانی کے گھر گیا واعظ خراسانی جلیل القدر سید و سردار عشایر کے خاص آدمیوں میں سے ہیں سردار کے خط کو ان کے حوالے کیا دوسرے دن صبح کو مجمع عام میں سید واعظ خراسانی نے خط پڑھا۔

"۳ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

ملت غیور شیراز

قریب ایک ماہ سے سید لاری کے حکم کے مطابق مجاہدین، کفار سے جہاد کر رہے ہیں اس کے برخلاف اہل شیراز کفار کی حمایت کر رہے ہیں انھیں کھانا پینا فراہم کر رہے ہیں؟!

علماء دین بھی خاموش بیٹھے ہیں کچھ دن قبل شیخ جعفر مجتہد محلاتی نے جہاد کے لیے قدم بڑھایا۔ شہید کر دیئے گئے[1] آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آج جہاد آپ کے دروازہ پر دستک دے رہا ہے اور آپ کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہیں؟!

---

[1] شیخ جعفر محلاتی علماء شیراز میں سے تھے شیراز میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سامراء گئے وہاں اور نجف اشرف میں تعلیم مکمل کی آپ

جناب شیخ مرتضیٰ محلاتی اپنے کو اسلام کا حامی خیال کرتے ہیں دوسروں کی طرح انھوں نے رشوت بھی نہیں لی ہے تو پھر آج مجاہدین کے ساتھ جہاد کے لیے آگے کیوں نہیں بڑھتے ؟!

قوام الملک بھی شیراز میں آرام کر رہا ہے اپنے کو صلح پسند بتاتا ہے اپنے حقیقی مسلک کو واضح نہیں کرتا کہ میں یقین سے کچھ کہہ سکوں اگرچہ قوام الملک کی مدد کا محتاج نہیں ہوں خدا کی مدد سے مجاہدین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے مجاہدین مجھ سے ایک کوڑی بھی نہیں لیتے صرف فی سبیل اللہ جہاد کر رہے ہیں تاکہ کفار و انگریزان کی عصمت پر حملہ نہ کر سکیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اہل شہر خاموش کھڑے اہل وطن کو خون میں غوطہ لگاتے دیکھ رہے ہیں۔

میرے ساتھ مشکلات زیادہ ہیں فوج کی دیکھ بھال کی ذمہ داری کے باوجود میں نے اجازت نہیں دی کہ میرے کھیت و کھلیان سے ایک دانہ بھی ضایع ہو لیکن شیراز کے بزرگان مسلمانوں کے اموال کو کفار حربی کے ہاتھوں میں فروخت کر رہے ہیں بارگاہ خداوندی میں امیدوار ہوں کہ ان کے گناہوں کی تلافی کر سکوں۔

اسماعیل قشقائی سردار عشایر[1]

اخوند خراسانی کے شاگرد تھے مرزا خلیل خلیلی سے بھی کسب فیض کیا درجۂ اجتہاد پر فائز ہونے کے بعد ۱۳۳۰ھ میں شیراز واپس آئے ۱۳۳۲ھ میں لوگوں کو جہاد کی دعوت دی سات سو مجاہدین کے ساتھ خود براز جان کی جانب بڑھے جب تک انگریزوں نے بوشہر کو خالی نہیں کیا تب تک لڑتے رہے۔

[1] ولایت فقیہ ص ۸۹

سردار عشایر کے خط کو حاجی شرفہ نے پڑھ کر سُنایا تو لوگوں میں ایک انقلاب برپا ہوگیا تین دن تک انگریزوں کے خلاف ہنگامہ ہوتا رہا۔ فرمانروا نے دھوکے سے کام لیتے ہوئے علماء کے پاس پیغام بھیجا کہ میں شروع سے ہی ملت فارس کے ساتھ رہا ہوں اور ہوں لیکن اس وقت چونکہ کابینہ ٹوٹ چکی ہے لہذا میں آپ لوگوں کی کوئی مدد نہیں کرسکتا تمام چوکیوں پر جنوبی پولیس کا کنٹرول ہے دشمن بالکل تیار ہے اہم انقلابی شخصیتوں کو قید کرلیا گیا ہے آیۃ اللہ لاری کے حکم جہاد اور لوگوں کو آمادہ دیکھ کر حکومت برتانیا وحشت زدہ ہے اطمینان نامی شخص نے اس طرح کا خط منتشر کیا ہے!

رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

اطمینان۔ شیراز

میں حکومت برتانیا و اعلیٰ حضرت کی جانب سے نمایندہ ہوں میں تمام لوگوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ ہمارا کسی سے نہ کوئی جھگڑا تھا اور نہ ہے ہمارا دشمن صولت الدولہ ہے جس نے حکومت ایران کے خلاف بغاوت کی ہے خود اپنی حکومت اور علماء اسلام کے فرمان کے برخلاف پرچم جنگ بلند کیا ہے تمام قشقائی افراد آرام و سکون سے سرحد کی جانب جاسکتے ہیں انھیں اطمینان دلاتا ہوں کہ حکومت برتانیا کے سپاہیوں کے ذریعہ انھیں کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔

لفٹیننٹ جنرل ج۔ای۔بی۔ہاٹسن [1]

---

[1] ولایت فقیہ ص۹۰

ظالم حکومت برتانیا نے مختلف حیلے وبہانے سے یہ کوشش کی ہے کہ آیۃ اللہ لاری کے حکم جہاد کو مخدوش بنادیا جائے لیکن آگاہ و دور اندیش علماء کے سامنے تمام چالیں ناکام رہیں ادھر عراق حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا محمد تقی شیرازی کی رہبری میں انگریزوں کے خلاف انقلاب برپا ہوا جو انگریزوں کے لیئے بہت بڑی رکاوٹ بنا اب کس طرح انگریزوں کے لیئے ممکن تھا کہ ایران میں جہاد کے خلاف کوئی قدم اٹھاسکیں؟

حکومت برتانیا صولت الدولہ کو بھی اپنے طمع کے جال میں جب نہ پھنسا سکی تو اس کے بھائی علی خان سالار حشمت سے مذاکرات شروع کئے دس ہزار سونے کے سکے اور ایلی بیگی جیسے منصب کا وعدہ کرکے اسے اور اس کے دوسرے بھائی احمد خان ضیغم الدولہ کو تیس ہزار سونے کے سکے اور ایل خانی جیسے منصب کا وعدہ کرکے مجاہدین کی صف سے جدا کرلیا تاکہ مجاہدین میں پھوٹ پڑجائے اسی کمزوری کی بناپر صولت الدولہ مغلوب ہوا۔

انگریزوں نے اب سید لاری کو گرفتار کرنا چاہا آپ اس وقت قیر نامی مقام پر مقیم تھے جہرم کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ ان کے مرجع تقلید قیر میں آچکے ہیں لہذا جہرم تشریف لے چلنے کا التماس کیا لوگوں کی کثیر تعداد نے آیۃ اللہ کو جہرم پہونچایا شاندار طور پر استقبال ہوا جہرم بھی ایک فوجی چھاونی میں بدل گیا یہاں سے بہت سے لوگ حکم جہاد لیکر دوسرے مقامات پر گیئے۔

اس وقت بندر عباس پر انگریزوں کا قبضہ ہے آیۃ اللہ لاری فوج کی تشکیل میں مشغول ہوگیئے فوج کا سردار حسین حاجی آبادی کو بنایا

سید اسد اللہ اصفہانی ولی فقیہ کے نمایندہ کی حیثیت سے اس لشکر میں کام کر رہے ہیں کچھ ہی مدت بعد مجاہدین اسلام نے بندرعباس کو فتح کر کے حکومت برتانیا کے کونسل خانہ پر قبضہ کر لیا جاسوس و دوسرے انگریز دریا کے راستے سے فرار ہو گئے۔

آیۃ اللہ لاری کی رہبری میں جنوب ایران کے مجاہدین نے وہ کام کیا جس سے ایران کی مقدس سرزمین کا بہت ساحصہ انگریزوں کے ناپاک وجود سے پاک ہو گیا اگرچہ سید لاری کی مجاہدت نہ ہوتی تو ممکن تھا کہ جنوب کے بہت سے شہروں پر انگریزوں کی حکومت ہوتی انگریزوں نے ہرات وسیستان و بلوچستان کا بہت سا علاقہ ایران سے علیحدہ کر دیئے۔

اسلامی سرحد کے غیور مجاہدین نے اپنا خون دے کر استعمار و استثمار کا خاتمہ کر دیا اب جنوب ایران کے مومنین کو آرام وسکون نصیب ہوا ان مجاہدین نے بیمار سماج کے پیکر میں اپنے خون سے وہ گرمی ڈال دی کہ اب وہ سماج رشد و ہدایت کی جانب گامزن ہے۔

جاودانہ

حضرت آیۃ اللہ لاری نے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ جامعہ کو انگریزوں و کفار کے ناپاک وجود سے پاک کر دیا آپ کا نام نامی رہتی دنیا تک باقی رہے گا ان سب کے علاوہ آپ نے اصول، فقہ، کلام،

حدیث میں وہ گرانقدر تالیفات انجام دی ہیں کہ آیندہ نسل ان سے استفادہ کریں آپ کی تالیفات میں چالیس کتابیں اہم ہیں؛

۱۔ معارف السلمانی بمراتب الخلفاء الرحمانی

۲۔ حب دنیا پر عقاب نامی رسالہ ،عرفان السلمانی بحقایق الایمان

۳۔ اکسیر السعادۃ فی اسرار الشہادت

۴۔ استخارہ نامہ

۵۔ آیات الظالمین

۶۔ کیفیت علم امام علیہ السلام پر ایک رسالہ

۷۔ حکومت و ملت کے اتحاد کا قانون

۸۔ قانون مشروطہ و مشروعہ

۹۔ ہدایت الطالبین

۱۰۔ دو جلد تعلیقات مکاسب

۱۱۔ کتاب الاصول۔

۱۲۔ رسائل شیخ مرتضیٰ انصار پر حاشیہ ۲ جلد

۱۳۔ شرح کبیر پہ حاشیہ

۱۴۔ قوانین الاصول پہ حاشیہ

۱۵۔ استصحاب میں مستقل رسالہ

۱۶۔ تقریرات فقہ

۱۷۔ خلافیات فقہ

۱۸۔ شکوک میں مستقل رسالہ

۱۹۔ خلل صلوٰۃ میں رسالہ

۲۰۔ مُدّ و صاع کے وزن پر رسالہ
۲۱۔ تعلیقہ بر کتاب صیام از مدارک الاحکام
۲۲۔ تعلیقہ بر کتاب قضا از جواہر الکلام
۲۳۔ تعلیقہ بر رضاع مکاسب شیخ انصاری
۲۴۔ تعلیقہ بر نکاح مکاسب شیخ انصاری
۲۵۔ تعلیقہ بر عدالت مکاسب شیخ انصاری
۲۶۔ تعلیقہ بر وصیت مکاسب شیخ انصاری
۲۷۔ تعلیقہ بر تقیہ مکاسب شیخ انصاری
۲۸۔ تعلیقہ بر قضا از میت مکاسب شیخ انصاری
۲۹۔ علم مناظرہ پر رسالہ
۳۰۔ محکم و متشابہ پر رسالہ
۳۱۔ رسالہ المحکمات فی قطع المشاجرات
۳۲۔ کتاب التنزیل الذی بہ جبرئیل
۳۳۔ منظوم مہمات رجال شرح کے ساتھ
۳۴۔ جبریہ کے شبہات کا جواب
۳۵۔ بحار الانوار پر حاشیہ
۳۶۔ وسائل الشیعہ و مستدرک وسائل الشیعہ پر حاشیہ
۳۷۔ اصول کافی پر حاشیہ
۳۸۔ صافی پر حاشیہ
۳۹۔ جواہر الکلام پر حاشیہ
۴۰۔ بہت سی دوسری فقہی و اصولی کتب پر حاشیہ [۱]

آیۃ اللہ لاری کی مبارزہ بھری زندگی علمی کتب کی تالیفات کے لئے مانع تھی لیکن اتنی مشغول زندگی و خطرناک راستہ پر چلنے کے باوجود آپ نے جو قلمی سرمایہ چھوڑا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نجف اشرف میں جہاد بالقلم میں مشغول تھے۔

آپ نے حوزۂ علمیہ کی بنیاد ڈالی بہت سے دانشمندوں و محققوں کی تربیت کی جیسے آیۃ اللہ سید عبد الباقی موسوی شیرازی[ل] جو آیۃ اللہ لاری کے بعد مرجع وقت ہوئے سید لاری کی پربار زندگی کے ثمرات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ۳۲ سال ایران میں رہے اس مدت میں آپ نے پانچ سو افراد کی تعلیم و تربیت کی انھیں دین اسلام و قرآنی احکامات سے

حاشیہ صفحہ ۱۱۸ کا

[ل] ان کتابوں میں صرف شروع کی دس کتابیں ہی چھپ سکی ہیں باقی کتابیں قلمی صورت میں موجود ہیں مرزا شیرازی کی تقریرات کی تحقیق و تصحیح میں موسسہ آل البیت نے سید لاری کی اصولی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

[ل] حضرت آیۃ اللہ عبد الباقی موسوی شیرازی نے ابتدائی تعلیم شیراز میں حاصل کی پھر لار چلے گئے وہاں آیات عظام سے علوم عالی حاصل کیا درجۂ اجتہاد پر فائز ہوئے سید لاری نے عبد الباقی کو اجتہاد کی سند عطا کی اپنی غیر موجودگی میں آپ کو اپنا قائم مقام معین کیا آیۃ اللہ لاری کی رحلت کے بعد آپ کا شمار مراجع تقلید میں ہونے لگا شعبان ۱۳۵۴ھ شیراز میں آپ نے رحلت فرمائی۔ شجرۂ طیبہ ص ۲۹

روشناس کرایا سید لاری کا اخلاق لوگوں کے لیے درس زندگی تھا آپ نے ایسے افراد کی تربیت کی جو رہتی دنیا تک مشام انسانیت کو معطر کرتے رہیں گے۔

آیۃ اللہ دستغیب فرماتے ہیں: ایک بار لارستان کے ایک ضعیف العمر کا ساتھ ہوا گرمی کے ایام تھے رات چھوٹی ہوتی ہے میں نے دیکھا کہ وہ ضعیف اذان صبح سے پہلے خواب سے بیدار ہوا وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوگیا نماز پڑھنے کے بعد میں نے نماز شب پڑھنے کے اہتمام کو معلوم کیا تو جواب دیا: آیۃ اللہ لاری نے ہماری اسی طرح تربیت کی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ تمہاری نماز شب قضا نہیں ہونی چاہیئے۔

پرواز

چار شوال ۱۳۴۲ھ بروز جمعہ آیۃ اللہ لاری گھر سے باہر نکلے مسجد کی جانب بڑھے نماز جمعہ بڑی شان وشوکت سے ادا کی گھر کی جانب چلنے سے پہلے محراب عبادت میں رونے لگے گویا فراق پر آنسو بہا رہے ہوں آرام وسکون سے گلی کوچوں سے گذرتے ہوئے گھر پہونچے آسمان کا رنگ بھی ماتمی ہو رہا تھا آپ نے گلا صاف کیا اپنی جگہ پر سید لاری بیٹھ گئے گویا بہشت کی خوشبو سونگھ رہے تھے سید لاری نے پرواز شروع کر دی آپکی روح جنت کی جانب پرواز کر گئی آپ کا اقتصادی، سیاسی، ثقافتی جہاد ثمرآور ہوا۔ آپ سعادت یافتہ افراد

میں سے تھے آپ نے بتایا تھا کہ زندگی کیسی ہونی چاہیئے دنیا گویا آپ کے لیئے چھوٹی تھی آپ نے طولانی سفر شروع کر دیا لیکن ان کے رخصت ہوتے ہی نالہ و فریاد بلند ہونے لگے آسمان سے بارش ہونے لگی دشت سبز جنوب نے اپنے رئیس کاروان سے ہاتھ دھو لیا تھا سب جگہ پانی پانی ہو گیا۔

آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبدالحسین سے لاری سے ۲۳ سال لارستان رہے چار سال فیروز آباد تھے چھ سال تک جہرم میں مجاہدین وجاں نصاروں کے ساتھ مجاہدت کی زندگی بسر کی لوگوں کو روتا پیٹتا چھوڑ کر چلے گئے آپ کا روضہ اقدس جہرم میں ہے جو مقبرۂ آقا کے نام سے مشہور ہے خاندان عصمت و طہارت کی زیارت کرنے والے مجاہدین کثیر تعداد میں خلوص دل سے آپ کی زیارت کو دور دور سے آتے ہیں۔★

★ حضرت آیۃ اللہ لاری سے کے تین بیٹے و سات بیٹیاں تھیں

۱۔ آیۃ اللہ سید عبدالمحمد متولد ۱۳۰۳ھ نجف اشرف اپنے والد گرامی کے ہمراہ ایران آئے ۱۳۲۲ھ میں نجف اشرف گئے وہاں آخوند خراسانی و سید محمد کاظم یزدی سے کسب فیض کیا و سند اجتہاد حاصل کیا باپ کی رحلت کے بعد آپ مراجع تقلید میں شمار ہوتے تھے رضا خان پہلوی کے سخت مخالف تھے ۱۳۴۸ھ میں رضا خان کے خلاف لارستان میں قیام کرنا چاہا لیکن اسیر کر لیئے گئے ان کے گھر کو لوٹ لیا گیا کچھ مدت تک شیراز میں قید رہے علمار نجف کی سعی و کوشش سے رہا ہوئے لیکن شیراز میں ہی شہر بدر کے عنوان سے حکومت نے نظر بند رکھا آپ نے

۱۳۹۳ھ میں رحلت کی۔

۲۔ حجۃ الاسلام والمسلمین علی اکبر آیت اللہی آپ کے دوسرے فرزند تھے آپ نے جہرم میں فرقہ بہائی کے خلاف جو مبارزہ کیا وہ بہت مشہور رہے ۱۳۸۱ھ میں رحلت کی۔

۳۔ حجۃ الاسلام والمسلمین سید علی اصغر رکنی لاری جو محقق اصفہانی کمپانی، نائینی کے شاگردوں میں سے تھے آپ نے ۱۳۷۴ھ رحلت کی۔

عبدالمحمد و علی اصغر نے کتابیں بھی تالیف کی ہیں جن میں بہت سی چھپ چکی ہیں۔

۴۔ آخر میں حجۃ الاسلام والمسلمین جناب سید مجتبیٰ موسوی لاری کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں آپ سید لاری کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں دور حاضر کے مشہور مصنف ہیں آپ ایک سچے مخلص مبلغ اسلام ہیں بغیر نام نمود کے خدمت دین میں مشغول ہیں۔ خدا انھیں صحت و سلامتی کے ساتھ طول عمر عطا کرے۔

تمام شد

۲۷ر جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ ق